Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم نَحمَدُہٗ وَنُصَلّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 59

ایڈیٹر

منیر احمد خادم

نائبین

قریشی محمد فضل اللہ

محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 5-6

شرح چندہ

سالانہ 350 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن

65 کینیڈین ڈالر

یا 40 یورو

18-25 صفر 1431 ہجری 4-11 تبلیغ 1389 ہش 4-11 فروری 2010ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

پیشگوئی مصلح موعودؓ

سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اسمیں مصلح موعود کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزّ وجلّ خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانُہ وعزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اسمیں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَقْضِیًّا

پھر خدائے کریم جلّ شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اسکے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ انکے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور انکی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس واموال میں برکت دوں گا اور انمیں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔

(فقط الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ۔

ہوشیار پور۔ طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

❁❁❁❁❁

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

پیشگوئی مصلح موعودؓ کا

پس منظر اور اس کا مصداق

اسلام کی تائید و نصرت اور احیاء کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ احیائے دین اور قیام شریعت کے سلسلہ میں بہت سے ایسے کام کرائے جو رہتی دنیا تک نہ صرف یادگار رہیں گے بلکہ بڑی آب و تاب سے صداقت اسلام و احمدیت کا نشان بنتے رہیں گے۔ انہیں عظیم الشان نشانات میں سے ایک مصلح موعود کا ظہور بھی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اسلام کی برتری ثابت کرنے کیلئے جہاں تقریری و تحریری طور پر عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دئے وہاں آپ نے دین اسلام کی حقانیت کی تائید میں نشان نمائی کا بھی اعلان فرمایا تھا۔ چنانچہ قادیان کے آریہ سماج کے دس ممبروں اور ساہوکاروں نے حضورؑ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ نے ہر طرف نشانات اور معجزات دکھانے کے چیلنج بھیجے ہیں ہمیں بھی کوئی ایسا نشان دکھایا جائے اور ایسا نشان دیکھنے کیلئے اپنی طرف سے ستمبر ۱۸۸۵ سے ستمبر ۱۸۸۶ء کا وقت بھی مقرر کر دیا چونکہ حضور پہلے ہی سے خواہش رکھتے تھے کہ اس قسم کی نشان نمائی کا موقعہ ملے اور اسلام کی حقانیت لوگوں پر ظاہر ہو چنانچہ حضور نے اس کے جواب میں لکھا۔

''چونکہ یہ خط سراسر انصاف اور حق گوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اس کو لکھا ہے۔ اسلئے بتمام تر شکر گزاری اس مضمون کو قبول کرتا ہوں اور حضور نے مزید لکھا کہ چونکہ آپ لوگ شرط کے طور پر کچھ روپیہ نہیں مانگتے صرف دلی سچائی سے نشانوں کو دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے اسطرف سے قبول اسلام کیلئے شرط کے طور پر آپ سے کچھ گرفت نہیں بلکہ یہ بات بقول آپ لوگوں کے توفیق ایزدی پر چھوڑ دی گئی ہے۔

حضور کی عمر اس وقت پچاس سال سے متجاوز تھی آپ کی پہلی بیوی سے بیس سال سے زائد عمر کے دو لڑکے موجود تھے۔ دوسری اہلیہ کے بطن سے ابھی کوئی اولاد نہیں تھی ہندوستان میں اس وقت اوسط عمر تقریباً ۴۰ سال سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ حضور اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر چالیس دن تک عبادت و ریاضت کی نیت سے جنوری ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور تشریف لے گئے اور شیخ مہر علی صاحب کے بالاخانہ میں قیام فرمایا اور شب و روز عاجزانہ دعاؤں میں گذارے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تضرعات کے نتیجہ میں بہت سی خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ ان میں ایک پیشگوئی پسر موعود یعنی مصلح موعود کے بارے میں بھی تھی۔ آپ نے ہوشیار پور ہی سے ۲۰ فروری کو ایک اشتہار میں اس پیشگوئی کا اعلان فرمایا: حضور نے ایک ماہ بعد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو قادیان سے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں تحریر فرمایا۔

''خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں زمین پر پھیلیں گی۔''

پسر موعود کی پیشگوئی کے الہامی الفاظ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں بار بار شائع ہو چکے ہیں اور ہر سال جماعتی اخبارات و رسائل کی زینت بنتے ہیں۔ شمارہ ہذا کے صفحہ اوّل میں بھی یہ الہامی پیشگوئی درج ہے اور اسی مناسبت سے دنیا بھر کی جماعتیں ہر سال ''یوم مصلح موعود'' کے جلسے منعقد کرتی ہیں۔

پیشگوئی کے ان الفاظ میں بیان ہوئی علامات میں غیر معمولی تنوع، وسعت اور عالمگیریت پائی جاتی ہے جس سے پیشگوئی کے مہبط و مورد کی تعین ہوتی ہے۔ دوسری اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ فرزند موعود کی مدت ۹ سال معین کی گئی ہے یعنی اس کا ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۵ تک پیدا ہونا بنیادی شرط ہے۔

حضور نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں تحریر فرمایا:

''جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخصّ آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام عصمت رکھا گیا اس لڑکی کی پیدائش پر مخالفین نے یہ شور مچایا کہ لڑکے کے متعلق جو پیشگوئی تھی وہ جھوٹی نکلی کیونکہ موجودہ حمل سے لڑکی پیدا ہوئی نہ کہ لڑکا۔ مگر یہ اعتراض بالکل غلط تھا کیونکہ حضور نے یہ کہیں نہیں لکھا تھا کہ موجودہ حمل سے ہی ضرور لڑکا ہوگا۔ پھر ۷ اگست ۱۸۸۷ کو ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ جو شیر خوردگی کے ایام میں ہی فوت ہو گیا۔ تب بھی مخالفین نے شور مچایا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو جب حضرت مصلح موعودؓ پیدا ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی پیدائش کی اطلاع اس اشتہار کے ذریعہ جس کا عنوان ''تکمیل تبلیغ'' تھا شائع فرمائی جس میں تحریر فرمایا:

''خدائے عزّ و جل نے جیسا کہ اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے، اپنے لطف و کرم کے وعدہ دیا تھا کہ بشر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام بالفعل محض تفاول نے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق معاملہ کرے گا اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔ مجھے اس خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر جاری ہوا تھا۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد   دیر آمدۂ ز راہ دور آمدہ

(یعنی اے رسولوں کے فخر! تیرا خدا کے نزدیک مقام قرب مجھے معلوم ہو گیا ہے، تو دیر سے آیا ہے (اور) دور کے راستہ سے آیا ہے۔ ناقل)

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو ورنہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا'' (اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

پھر حضور علیہ السلام نے متعدد جگہوں پر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر فرمایا چنانچہ تریاق القلوب صفحہ ۲۴ میں تحریر فرمایا:

''محمود میرا بڑا بیٹا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز اشتہار کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا...... پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ گئی...... تب خدا تعالیٰ کے فضل و رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا''

''سراج منیر'' حضور علیہ السلام کی ۱۸۹۷ء کی تصنیف ہے۔ اس وقت پسر موعود کی ۹ سالہ میعاد کی آخری حد ۱۸۹۵ء کو ختم ہوئے دو سال ہو چکے تھے اس کتاب میں حضور نے بعض اہم پیشگوئیاں نمبروار درج فرمائی ہیں۔ چنانچہ پانچویں پیشگوئی کے تحت حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶)

''حقیقۃ الوحی'' جو حضور نے اپنی وفات سے ایک سال قبل ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع فرمائی۔ اس میں حضور نشان نمبر ۱۶۰ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

''میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ پر اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود احمد ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے وہ عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سال کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود احمد رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۷۴)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسر موعود کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد بچپن میں بلوغت کے بعد واضح طور پر تصریحات فرمائی ہیں اور بار بار سبز اشتہار کا حوالہ دے کر لڑکے کے نام اور دو بار عمر کا بھی ذکر فرمایا ہے جو واضح طور پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کے پسر موعود ہونے کی شہادت ہے۔

پیشگوئی کے اعلان کے بعد حضور کے ہاں کئی بچوں کی ولادت ہوئی ان میں سے تین لڑکے بڑھاپے کی عمر کو پہنچے۔ صحابہ کرام احباب جماعت اور خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی پیشگوئی کے مطالعہ کے بعد یہی سمجھتے تھے کہ آپؓ ہی اس کے مصداق ہیں مگر آپ نے لمبے عرصہ تک کوئی دعویٰ نہیں کیا حتیٰ کہ ۷/۸ جنوری ۱۹۴۴ کی درمیانی رات آپ پر ایک رؤیا میں یہ حقیقت ظاہر کر دی گئی اس رؤیا کے بعد حضور نے مسجد اقصیٰ قادیان میں ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اسی سال حضورؓ نے درج ذیل مقامات پر بھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا اعلان فرمایا۔

☆...... ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور میں   ☆...... ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں

(باقی صفحہ 25 پر ملاحظہ فرمائیں)

پیشگوئی مصلح موعودؓ

سبز اشتہار: ایک تعارف

رسالہ ’’سبز اشتہار‘‘ روحانی خزائن جلد نمبر ۲ کے صفحہ ۴۴۷ تا ۴۷۰ کل ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا اصل نام ’’حقائق تقریر بر واقعہ وفات بشیر‘‘ ہے لیکن اس کے سبز کاغذ پر طبع ہونے کی وجہ سے ’’سبز اشتہار‘‘ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور یہ اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو تالیف اور شائع ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اشتہار ان نکتہ چینیوں کے جواب میں تحریر فرمایا جو بعض مخالفین نے بشیر اوّل کی وفات پر کیں۔ مثلاً کہ یہ وہی بچہ تھا جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ظاہر کیا گیا تھا کہ ’’وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔‘‘ اور ’’قومیں اس سے برکت پائیں گی۔‘‘ اور اس میں مصلح موعود کے نام اور اس سے متعلقہ پیشگوئی کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کتاب سے چند اقتباسات پیش ہیں۔

انزال رحمت کے دو طریق

فرمایا: ’’خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کیلئے بڑے عظیم الشان دو طریق ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ کوئی مصیبت اور غم واندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمة واولئک ھم المھتدون (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۶، ۱۵۸) الجزو نمبر ۲) یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے تھے اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں انہیں پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین وائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں‘‘۔

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن، جلد ۲، صفحہ ۴۶۱-۴۶۲ حاشیہ)

ابتلائوں میں حکمت

فرمایا: ’’عوام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہ جس پودے کو اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے اس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس کو نابود کر دیوے۔ بلکہ اس غرض سے کرتا ہے کہ وہ پودا پھول اور پھل زیادہ لاوے۔ اور اس کے برگ اور بار میں برکت ہو۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور تکمیل روحانی کیلئے ابتلاء کا ان وارد ہونا ضروریات سے ہے۔ اور ابتلاء اس قوم کیلئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کئے جاتے ہیں اور جس شخص کو اس سنت کے برخلاف کوئی کامیابی ہو وہ استدراج ہے نہ کامیابی۔ اور نیز یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نہایت درجہ کی بدقسمتی و ناسعادتی ہے کہ انسان جلد تر بدظنی کی طرف جھک جائے اور یہ اصول قرار دے دیوے کہ دنیا میں جس قدر خدائے تعالیٰ کی راہ کے مدعی ہیں وہ سب مکار اور فریبی اور دوکاندار ہی ہیں کیونکہ ایسے ردّی اعتقاد سے رفتہ رفتہ وجود ولایت میں شک پڑے گا اور پھر ولایت سے انکاری ہونے کے بعد نبوت کے منصب میں کچھ نہ کچھ تردّدات پیدا ہو جاویں گے۔ اور پھر نبوت سے منکر ہونے کے پیچھے خدائے تعالیٰ کے وجود میں کچھ دغدغہ اور خلجان پیدا ہو کر یہ دھوکا دل میں شروع ہو جائے گا کہ شاید یہ ساری بات ہی بناوٹی اور بے اصل ہے اور شاید یہ سب اوہام باطلہ ہی ہیں کو جو لوگوں کے دلوں میں جمتے ہوئے چلے آئے ہیں۔ سوائے سچائی کے ساتھ بجان و دل پیار کرنے والو! اور صداقت کے بھوکو اور پیاسو! یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لے جانے کیلئے ولایت اور اس کے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے۔ ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالیٰ کیلئے پناہ۔ پس اولیاء انبیاء کے وجود کے لئے میخوں کی مانند ہیں اور انبیاء خدا تعالیٰ کا وجود قائم کرنے کیلئے نہایت مستحکم کیلوں کے مشابہ ہیں۔ سو جس شخص کو کسی ولی کے وجود پر مشاہدہ کے طور پر معرفت حاصل نہیں، اس کی نظر نبی کی معرفت سے بھی قاصر ہے۔ اور جس کو نبی کی کامل معرفت نہیں، وہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت سے بھی بے بہرہ ہے اور ایک دن ضرور ٹھوکر کھائے گا اور سخت ٹھوکر کھائے گا اور مجرّد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہیں آئیں گی‘‘۔

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۰-۴۶۱)

سچوں اور کچوں میں فرق

فرمایا: ’’یہ بھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ کسی اجتہادی غلطی سے ربانی پیشگوئیوں کی شان و شوکت میں فرق آجاتا ہے یا وہ نوع انسان کیلئے چنداں مفید نہیں رہتیں۔ یا وہ دین اور دینداروں کے گروہ کو نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ اجتہادی غلطی اگر ہو بھی تو محض درمیانی اوقات میں بطور ابتلاء کے وارد ہوتی ہے اور پھر اس قدر کثرت سے سچائی کے نور ظہور پذیر ہوتے ہیں اور تائیدات الٰہیہ اپنے جلوے دکھاتے ہیں کہ گویا ایک دن چڑھ جاتا ہے اور مخاصمین کے سب جھگڑے ان سے انفصال پا جاتے ہیں۔ لیکن اس روز روشن کے ظہور سے پہلے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کے

اے مصلح موعودؓ......!

تومہدی موعودؑ کا فرزندِ گرامی
اسلام کی دنیا میں اشاعتِ تیرا مقصود
تثلیث کے حامی ہوئے توحید کے شیدا
ہونے لگا باطل کا اثر دُنیا سے نابود
بخشا ہے لہو زیست کا اسلام کو تونے
ہے کام بھی محمود تیرانام بھی محمود
شہرت سے تیری گونجے ہیں دُنیا کے کنارے
کچھ خوف نہیں ہم کو جو تو ہم میں ہے موجود
اللہ کی باتوں میں بھی ہوتا ہے کہیں شک
وابستہ تیرے دم سے ہے اسلام کی بہبود
تو عطر رضا مندی سے ممسوح ہوا ہے
رحمت کے نشانات تیری ذات میں مشہود
دُشمن نے وہ سب کچھ کیا اُس سے جو بن آیا
آتے ہی تیرے سامنے ہر شے ہوئی نابود
اللہ نے تجھے کلمۂ تمجید سے بھیجا
تو اس کی غیوری سے زمانہ کا ہے محمود
آمد پہ تیری فضل تیرے ساتھ ہے آیا
تو مہدیٔ دوراں کی دعاؤں کا ہے مقصود
مظہر ہے تیرا دَور ہی حق اور علا کا
ہے اوّل و آخر کا تو ہی مظہر مسعود
قبروں میں پڑے تھے جو دبے آگئے باہر
بھاگا ہے نحوست کو لئے باطل مطرود
اللہ نے تجھے دل کا حلیم آپ بنایا
بدخواہ تیرا بارگۂ حق سے ہے مردود
اللہ نے رحمت کا نشان تجھ کو کیا ہے
تجھ بِن ہوئے سب قرب کے اب راستے مسدور

تو شوکتِ اسلام کا سرمت پیامی
اے مصلح موعودؓ
ظلمت میں ہوا نور صداقت کا ہویدا
اے مصلح موعودؓ
پھیلا دیا اللہ کے پیغام کو تونے
اے مصلح موعودؓ
بڑھنے لگیں قومیں تیری برکت کے سہارے
اے مصلح موعودؓ
تو فتح و ظفر کی ہے کلید اس میں نہیں شک
اے مصلح موعودؓ
تو عطر رضامندی سے ممسوح ہوا ہے
اے مصلح موعودؓ
ہر رنگ میں طوفان عداوت کا اُٹھایا
اے مصلح موعودؓ
رحمت سے روانہ کیا تائید سے بھیجا
اے مصلح موعودؓ
ہر وقت خدا کا ہے تیری ذات پہ سایہ
اے مصلح موعودؓ
آیا تیرے آنے سے خدا ارض و سما کا
اے مصلح موعودؓ
اسلام کا لوگوں میں شرف ہوگیا ظاہر
اے مصلح موعودؓ
ہاں سخت ذہین اور فہیم آپ بنایا
اے مصلح موعودؓ
احسان کا قربت کا نشاں تجھ کو کیا ہے
اے مصلح موعودؓ

......مکرم میر اللہ بخش تسنیم صاحب......

فرستادوں پر سخت سخت آزمائشیں وارد ہوں اور ان کے پیرو اور تابعین بھی بخوبی جانچے اور آزمائے جائیں تا خدا تعالیٰ سچوں اور کچوں اور ثابت قدموں اور بزدلوں میں فرق کر کے دکھلا دیوے‘‘

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۵۷)

بیعت لینے کا حکم

’’میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کیلئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کیلئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں، انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کیلئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کیلئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کیلئے بدِل و جان طیار ہوں گے۔ یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے‘‘ (سبز اشتہار۔ روحانی خزائن جلد ۲، صفحہ ۴۷۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں پیشگوئی مصلح موعود کے عرفان اور حکمتوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی جملہ برکات اور فیوض سے جماعت احمدیہ کو تا قیامت مالا مال فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

AEM

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

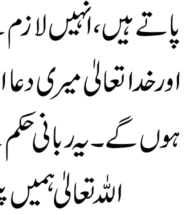

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی طاقت وقوت کے کمال کے لحاظ سے اور مضبوط اور ٹھوس تدبیر کے لحاظ سے اپنے پیاروں اور انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایسی تدبیر کرتی ہے کہ جہاں تک مخالفین کی سوچ نہیں پہنچ سکتی کہ وہ اس کے مداوا کا کوئی سامان کرسکیں۔

آنحضرت ﷺ کے مخالفوں کی ہلاکت اور ذلت ورسوائی کی مختلف مثالوں کا تذکرہ۔

آج بھی جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور نازیبا کلمات کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ نہیں ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا لامذہب ہیں۔ یہ فیصلہ خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے کہ کس طرح پکڑنا ہے۔

خاص طور پر پاکستان کی سالمیت کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو احمدیت کی وجہ سے ہی بچالے کیونکہ احمدیوں نے اس کے بنانے میں بہت کردار ادا کیا ہے اور بہت قربانیاں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملک دشمنوں کی پکڑ کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ 16 / اکتوبر 2009ء بمطابق 16 / اخاء 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

قرآن کریم میں ''مَتِیْن'' کا لفظ تین آیات میں، تین مختلف سورتوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک جگہ سورۃ اعراف میں، پھر سورۃ ذاریات میں اور سورۃ قلم میں اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ''مَتِیْن'' کو اپنی صفت کے طور پر بیان فرماتے ہوئے منکرین اور مشرکین کے بدانجام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کا اظہار فرمایا ہے یا کچھ نصیحت فرمائی ہے۔

اس سے پہلے کہ ان جگہوں پر جس سیاق وسباق کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے، کچھ بیان کروں لفظ ''مَتِیْن'' کے لغوی معانی بیان کرتا ہوں۔ ایک تو اس کا عمومی استعمال ہے اور دوسرے خدا تعالیٰ کے لئے لفظ ''مَتِیْن'' استعمال ہوتا ہے دونوں صورتوں میں اس کے کیا معنی بنتے ہیں؟ معنے تو ایک بنتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں ہوگا تو بہرحال وسیع معنوں میں آئے گا۔ مَتُنَ کے معنی ہیں مضبوط پشت والا ہونا، مضبوط پشت والے آدمی کو جس کی مضبوط کمر ہو مَتِیْن کہتے ہیں۔ بعض لغات میں لغت والے اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ کمر کے وہ پٹھے جو ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ دائیں بائیں، اوپر سے نیچے جاتے ہیں۔ پھر اس کے معنی ٹھوس اور مضبوط کے بھی ہیں۔ لسان العرب میں جو مختلف معانی لکھے ہیں ان میں سے ایک معنی رَجُلٌ مَتْنٌ، اس شخص کو کہتے ہیں جو طاقتور ہو اور اس کی کمر مضبوط ہو۔

اللہ تعالیٰ کی صفت کے لحاظ سے لسان میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ ذُوْالْقُوَّةِ الْمَتِيْن۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو اقتدار والی اور مضبوط ہو اور اَلْمَتِيْن اللہ تعالیٰ کی صفت کے لحاظ سے قوی کے معنوں میں ہے۔ ابن الاثیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ ذات ہے جو اتنی قوی اور مضبوط ہے کہ جس کو اپنے کاموں میں کوئی تکلیف یا مشقت یا تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ اَلْمَتَان کا مطلب ہے شدت اور قوت۔ اور کوئی ذات قوی تب ہوتی ہے جب وہ اپنی قدرت کے کمال انتہا تک پہنچ جائے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت زیادہ طاقت اور قوت والی ہے۔ یہ بھی لسان کے معنی ہیں۔ اسی طرح قَوِیْ کے لسان میں یہ معنی بھی لکھے ہیں طاقتور، ٹھوس اور مضبوط۔

پس اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اپنی طاقت اور قوت کے کمال کے لحاظ سے اور مضبوط اور ٹھوس تدبیر کے لحاظ سے اپنے پیاروں اور انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایسی تدبیر کرتی ہے کہ جہاں تک مخالفین کی سوچ نہیں پہنچ سکتی کہ وہ اس کے مداوا کا کوئی سامان کرسکیں۔ اس کا مداوا صرف ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ جب آنے والی ہے یا آ رہی ہے تو اس سے پہلے ہی جتنی استغفار کی جاسکتی ہے کر لی جائے اور توبہ کی جائے۔ گناہوں کی معافی مانگی جائے اور اسی طرح خود انبیاء کو بھی معین طور پر علم نہیں ہوتا کہ خدا نے مخالفین کو کس کس طریقہ سے اور کس ذریعہ سے پکڑنا ہے، سوائے اس کے کہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ خود اس کی نوعیت بتا دیتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کو بھی بدر کی جنگ میں بعض سرداران کفار کے انجام کے بارہ میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اِن اِن جگہوں پر ان کی لاشیں گریں گی۔

یہ آیات جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے ان کی اب میں کچھ وضاحت کرتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے انجام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور اس حوالے سے کیا نصیحت فرمائی ہے۔

سورۃ اعراف کی آیات 183-184 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۔اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (الاعراف:183-184)۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کا انکار کیا ہم ضرور انہیں تدریجاً اس جہت سے پکڑیں گے جس کا انہیں کوئی علم نہیں ہوگا۔ اور مَیں انہیں مہلت دیتا ہوں۔ یقیناً میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔

پھر سورۃ القلم کی آیات میں فرمایا کہ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ وَاُمْلِيْ لَهُمْ۔ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (سورۃ القلم:45-46) پس تُو مجھے اور اسے جو اس بیان کو جھٹلاتا ہے چھوڑ دے ہم انہیں رفتہ رفتہ اس طرح پکڑ لیں گے کہ انہیں کچھ علم نہ ہوسکے گا۔ اور مَیں انہیں ڈھیل دیتا ہوں۔ میری تدبیر یقیناً بہت مضبوط ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نشانوں کا انکار کرنے والے جنہوں نے مکّہ میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کا جینا دوبھر کیا ہوا تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ اس ظلم اور زیادتی کی سزا کس طرح ان کو ملنے والی ہے۔ اس کا پہلا نظارہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں دکھایا۔ یہ دونوں سورتیں جو ہیں مکّہ میں نازل ہوئی ہیں۔ سورۃ القلم کے بارہ میں تو کہا جاتا ہے کہ ابتدائی چار پانچ سورتوں میں سے ہے بلکہ بعض کے نزدیک سورۃ الْعَلَقْ کے بعد کی سورۃ ہے۔ اسی طرح جو ذاریات ہے اس میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذوالقوۃ المتین ہونے کی بات کرتا ہے۔ تو یہ بھی مکی سورۃ ہے۔

بہرحال مکّہ میں مسلمانوں کی جو ناگفتہ بہ اور مظلومیت کی حالت تھی وہ تاریخ اسلام کا ایک دردناک باب ہے۔ لیکن ایسے وقت میں خدا تعالیٰ آپ ﷺ کو یہ تسلی عطا فرما رہا ہے کہ مَیں متین ہوں۔ میری پکڑ بڑی مضبوط ہے۔ اور ایسی ٹھوس اور مضبوط پکڑ ہے کہ جس سے بچنا ان دشمنان اسلام کے لئے ممکن نہیں اور پھر جنگ بدر میں کس طرح انہیں گھیر کر ان کے تکبّر اور غرور کو اللہ تعالیٰ نے توڑا، تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سورتوں کی آیات میں اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ ہمارے نشانات کو جھٹلاتے ہیں ان کو ہم ایسا پکڑیں گے کہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگا کہ یہ ہو کیا گیا ہے۔ یا ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی جو لوگ تجھے جھٹلا رہے ہیں ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہ کر۔ اے رسول! اس

جھٹلانے کی وجہ سے تجھ پر اور تیرے ماننے والوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کو میرے لئے چھوڑ دے۔ یہ نہ سمجھ کہ وہ اپنے ظلموں میں کامیاب ہو جائیں گے یا وہ اپنے ظلموں کی وجہ سے مومنوں کو تجھ سے دُور کر دیں گے۔ نہیں وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ مَیں جو سب طاقتوں کا مالک ہوں۔ جو مضبوط اور ٹھوس تدبیر کرنے والا اور طاقتور ہوں۔ مَیں انہیں اس طرح ان کا انجام دکھاؤں گا کہ وہ عبرت کا نشان بن جائیں گے۔ اگر مَیں انہیں کچھ ڈھیل دے رہا ہوں تو اس لئے کہ شاید ان میں سے کچھ اصلاح کرلیں اور شیطانی حرکتوں سے باز آ جائیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کمزوری دکھا رہا ہے جو ان کو ڈھیل دے رہا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہر چیز اور ہر انسان کی اور ہر مخلوق کی جان ہے بلکہ ہر چیز اس کی پیدا کردہ ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کو پکڑ سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کو کوئی جلدی نہیں ہے۔ جب چاہے گا ان ظالموں کے ظلموں کی وجہ سے ان کو پکڑ کے پیس ڈالے گا۔ اگر باز نہیں آئیں گے تو خدا تعالیٰ کی چکی اس قدر زور سے چلے گی جو ان کو بالکل خاک کر دے گی۔ پس یہ تسلی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت آنحضرت ﷺ کو مکّہ میں دی جب ان پر ظلم ہو رہے تھے۔ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو لامحدود حکمت ہے جب ضروری سمجھے گی ان بدکرداروں کے انجام تک انہیں پہنچائے گی اور جب خدا تعالیٰ کی تقدیر فیصلہ کر لے کہ دشمن کا کیا انجام ہونا ہے تو جیسا کہ لفظ متین سے ظاہر ہے اور پہلے بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے دشمنوں کو اپنی بڑی مضبوط گرفت میں لے لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ کون پیارا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ پیارا تو کوئی اور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں اپنے اس محبوب کی مدد کرنے کا اور ظالموں کو گرفت میں لینے کا ایک عظیم مظاہرہ دکھایا۔ عتبہ، شیبہ اور ابوجہل جیسے سرداران جو مسلمانوں پر ظلم کرتے ہوئے اپنے آپ کو سب طاقتوں کا مالک اور بڑا مضبوط سمجھا کرتے تھے۔ وجاہت کے لحاظ سے بھی اور جسمانی لحاظ سے بھی بڑی مضبوط گرفت والا سمجھتے تھے۔ وہ سب خاک و خون میں لتھڑے ہوئے عبرت کا نشان بنے ہوئے تھے۔ ابوجہل جو تکبر میں اور طاقت کے گھمنڈ میں سب کو پیچھے چھوڑتا تھا۔ گویا کہ اس وقت وہ فرعونِ وقت تھا اس سے خدا تعالیٰ نے کس طرح انتقام لیا؟ اور بدانجام کو پہنچا کہ اس کا قتل بھی دو کمسن انصاری بچوں نے کیا اور آخر وقت اس نے کہا کہ کاش مَیں کسی کسان کے ہاتھ سے قتل نہ ہوا ہوتا۔ مدینہ کے لوگ کیونکہ زراعت پیشہ تھے اور مکّہ کے جو کفار تھے وہ ان کے زراعت پیشہ ہونے کی وجہ سے انہیں کسان کہتے تھے اور انہیں تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتقام لیا کہ نہ صرف کسانوں سے بلکہ کسانوں کے بچوں سے اس کو قتل کروایا۔ اسی طرح بعض دوسرے سردار تھے جن کو قید کی ذلت برداشت کرنا پڑی۔ آنحضرت ﷺ نے جب مکّہ کے ان 24 سرداروں کو جو جنگ میں قتل ہوئے تھے اکٹھا دفنانے کا حکم فرمایا تو جب ان کو وہاں دفنا دیا گیا یا جب دفنایا جا رہا تھا، آپؐ اس گڑھے کے پاس تشریف لائے جس میں 24 لاشیں دفنائی گئی تھیں اور اُن مُردوں کو مخاطب کر کے فرمایا هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ حَقًّا فَاِنِّيْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا کہ کیا تم نے اُس وعدہ کو حق پایا جو خدا نے میرے ذریعہ تم سے کیا تھا؟ یقیناً مَیں نے اس وعدہ کو حق پا لیا ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر فرمایا کہ یہ مرے ہوئے لوگ ہیں آپؐ ان سے کیا مخاطب ہو رہے ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں نہیں پتہ یہ مرے ہوئے تو ہیں لیکن اس وقت یہ جس جگہ پہنچ چکے ہیں وہاں یہ میرے الفاظ سن رہے ہیں۔ (مسند احمد۔ اوّل مسند عمر بن الخطابؓ)

پس جب خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سے کہا کہ ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ، دیکھ مَیں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں تو تھوڑے سے، معمولی سے جنگی ساز و سامان کے ساتھ ایک تجربہ کار اور تمام تر جنگی ساز و سامان سے لیس فوج کی اس طرح کمر توڑی کہ دنیاوی تدبیر سے نہ اتنی فاش شکست دی جا سکتی ہے نہ دنیا نے کبھی یہ نظارہ دیکھا۔ اور پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ فتح مکّہ تک اور اس کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے پکڑ کے یہ نظارے دکھائے۔ شاہ ایران نے اگر آنحضرت ﷺ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اُس کے بیٹے کے ذریعہ سے پکڑا۔ اور پھر الٰہی تقدیر یہیں پر ہی نہیں رکی۔ آپؐ کی وفات کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یہ مملکت بھی آپؐ کے زیرنگیں ہو گئی۔ شاہ ایران نے تو مٹی کا بورا عاصم بن عمرو کے کندھے پر ذلیل کرنے کے لئے اٹھوایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کے بورے کو ہی ایران کی فتح کا نشان بنا دیا۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے قوی اور متین ہونے کی نشانی اور وہ اس طرح پکڑتا ہے کہ جب وقت آتا ہے تو کمزوروں کو طاقتوروں پر حاوی کر دیتا ہے۔

اب واپس آنحضرت ﷺ کے زمانے کی طرف آتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو سمجھنے کا موقع بھی عطا فرمایا تھا کہ شاید وہ سمجھ جائیں اور جب آنحضرت ﷺ ہجرت فرما رہے تھے اس وقت بھی ایسے موقعے آئے کہ اگر اس وقت اپنی وہ اپنی فرعونی صفت نہ دکھاتے اور سوچنے کی طرف توجہ دیتے تو پھر کبھی بدر کی جنگ کا معاملہ پیش نہ آتا۔

ہجرت کے وقت بھی تین مواقع آئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر سوچنے کی عقل ہوتی اور نیک فطرت ہوتی تو انہیں یقیناً اس بات پر سوچنے پر مجبور کرتی کہ کوئی طاقت ہے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے۔ اگر یہ طاقت آنحضرت ﷺ کو بچا سکتی ہے تو وہ طاقت ہمیں بھی اپنی گرفت میں لے سکتی ہے۔ پہلے تو جب آنحضرت ﷺ باوجود پہرے کے ان لوگوں کے سامنے سے گزر کر گھر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اس وقت اُن کے لئے سوچنے کا موقع ہونا چاہئے تھا۔ پھر جب غار میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ پاؤں کے نشان بھی نظر آ رہے تھے اور کھوجی بھی وہاں تک لے گیا تھا۔ لیکن مکڑی کے جالے کی وجہ سے انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ کھوجی نے یہی کہا کہ یا تو غار کے اندر ہیں یا آسمان پر چڑھ گئے ہیں اس وقت بھی ان کو سوچنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ان بدفطرتوں نے اپنے انجام کو پہنچنا تھا۔ اسی لئے کسی نے اس بات پر غور نہیں کیا۔ پھر سفر کے دوران بھی آپ کو پکڑنے کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور آخر اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ ہم جانتے ہیں خیریت سے آپ کو مدینہ پہنچایا اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً دشمنوں سے اللہ تعالیٰ جو سلوک فرماتا رہا اس کا مَیں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بدر سے لے کر فتح مکّہ تک اور اس کی بعد کی جنگوں میں بھی آپؐ کو محفوظ رکھا اور دشمنوں کی پکڑ کی۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۔اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورة ال عمران آیت نمبر179) اور ہرگز وہ لوگ گمان نہ کریں جنہوں نے کفر کیا کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ ہم تو انہیں محض اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ وہ گناہوں میں اور بھی بڑھ جائیں اور ان کے لئے رسوا کر دینے والا عذاب مقدر ہے۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ اس لئے چھوٹ دیتا ہے کہ جو نیک فطرت ہیں وہ سمجھ جائیں اور حق کو پہچان کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ ہو جائیں۔ وہاں زیادتیوں اور ظلموں سے بڑھنے والوں کو یہ چھوٹ، یہ ڈھیل ظلموں میں بڑھاتی ہے اور وہ گناہوں میں مزید مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا انکار کر کے اور زیادہ اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ لوگ سب سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہستی کی پکڑ میں آ کر ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے لئے توبہ کا کوئی راستہ نہیں کھلا ہوتا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی چکی میں پستے ہیں جو ان کے باریک سے باریک ذرّے کر کے رکھ دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کی مثال دے کر فرمایا ہے کہ جس طرح فرعون کو ڈھیل دی اور پھر پکڑا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں پکڑوں گا اور پھر پکڑ کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کے پکڑنے کے اپنے طریقے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا دور جو ایک جلالی دور بھی تھا اور جنگوں کا بھی زمانہ تھا کیونکہ دشمنوں نے آپؐ پر جنگیں مسلط کی تھیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسی طریقہ سے دشمنوں کو پکڑا کہ وہ اس وقت کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کو اُسی حربہ کے ذریعہ سے ذلیل و رسوا کیا جو وہ مسلمانوں پر استعمال کرتے تھے اور اپنی مضبوط پکڑ کا اظہار فرمایا۔

آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت متین کام کر رہی ہے اور قائم ہے جیسے پہلے قائم تھی۔ اُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ کے نظارے خدا تعالیٰ آج بھی دکھاتا ہے اور آئندہ بھی دکھائے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تلوار کے جہاد کے ذریعہ سے نہیں جیسا کہ مَیں نے کہا، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پکڑنے کے اپنے طریقے رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ جو بانیٔ اسلام ﷺ پر ظالمانہ طور پر الزام لگانے والے ہیں اور استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں، انہیں ایسے طریقہ سے پکڑے گا جس کے بارہ میں ہم سوچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کس طرح پکڑنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایسے لوگوں کو پکڑ کر پھر بتایا بھی۔ ان کو عبرت کا نشانہ بھی بنایا اور دنیا نے دیکھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جو گُر بتایا ہے وہ یہ ہے کہ پکڑ تو میری آنی ہے لیکن جہاد کے ذریعہ سے پکڑ نہیں ہونی۔ پکڑ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے طریقہ سے کرنی ہے تم لوگوں نے کیا کرنا ہے لیکن جو طریق کار اختیار کرنا ہے اس میں تمہارا حصہ یہ ہو کہ تم دعا کا ہتھیار استعمال کرو اور یہ دعا کا ہی ہتھیار ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ اس ہتھیار نے پنڈت لیکھرام کو بھی کچھ عرصہ ڈھیل دینے کے بعد اپنے انجام تک پہنچایا۔ عبداللہ آتھم کو بھی، ڈوئی کو بھی انجام تک پہنچایا اور باقی مخالفین بھی اپنے انجام کو پہنچے۔

پس آج بھی جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور نازیبا کلمات کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ نہیں ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا لامذہب ہیں۔ قرآن کریم جو آنحضرت ﷺ کے واقعات کے علاوہ باقی انبیاء کے واقعات بھی بیان کرتا ہے کہ جب بھی مخالفین نے ان انبیاء کو دکھ پہنچائے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مدت کے بعد، کچھ عرصے کے بعد، انہی کی تدبیریں ان پر الٹا دیں اور اپنے انبیاء کی حفاظت فرمائی۔ انسانی عقل اُس انتہا تک نہیں پہنچ سکتی جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے حق میں دشمنوں کی سزا کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعض کو موت دے کر عبرت کا نشان بنایا۔ بعض کو ڈھیل دے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابیاں دکھا کر انہیں اپنی آگ میں جلنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی ان کے لئے پکڑ تھی۔

پس یہ فیصلہ خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے کہ کس کو کس طرح پکڑنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ثُمَّ يَتَقَضّٰى عَلَى الْمَاكِرِيْنَ ۔ (تذکرہ صفحہ 219۔ایڈیشن 2004ء) اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ پھر وہ تدبیر کرنے والوں پر جھپٹ پڑے گا۔

يَتَقَضّٰی عَلَی الْمَاكِرِيْن تدبیر کرنے والوں پر جھپٹ پڑے گا۔اس کو مزید کھولیں تو یہ اس طرح بنے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو فنا کرنے کے لئے ان پر جھپٹے گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ تدبیر کرتا ہے تو کسی کی زندگی ختم کر کے فنا کرتا ہے اور کسی کی عزت خاک میں ملا کر اس کو دنیا میں ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تقدیر تو اپنا کام کرے گی اور کر رہی ہے۔لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے تھے اور جن کو کامل اور مکمل شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا اور سب سے زیادہ اگر کسی نبی کی پیشگوئیاں اس کی زندگی میں پوری ہوئیں تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔آپ سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی آتا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ(الکوثر3-4) کہ تو اپنے ربّ کی بہت زیادہ عبادت کر اور اس کی خاطر قربانی کے معیار قائم کر۔پس یہ حکم اُمّت کے لئے بھی ہے اور یہ عبادتیں اور ہر قسم کی قربانیوں کے اعلیٰ معیار ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر سمیٹیں گے اور ہر قسم کی قربانیوں کے معیار قائم کرنے کی آج بھی ضرورت ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان عبادتوں اور قربانیوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو انسانی سوچ سے بھی باہر ہے۔لیکن ایک اُسوۂ حسنہ آپ ہمارے لئے قائم فرما گئے اور اللہ تعالیٰ نے پھر اس معیار پر پہنچنے کے بعد اپنا وعدہ بھی پورا فرمایا۔وہی لوگ جو آنحضرت ﷺ پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ آپ کی نسل چلانے والی اولاد نہیں یعنی آپؐ کے ہاں لڑکے نہیں ہیں۔ان کو اللہ تعالیٰ یہ جواب دے رہا ہے کہ وہ خود ابتر ہیں۔آئندہ دیکھیں کیا نظارے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔کس طرح اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کرتا ہے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جن لڑکوں کو وہ اپنی اولاد سمجھتے تھے ایک وقت آیا کہ وہی لڑکے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق اپنے باپوں کی طرف منسوب ہونے کی بجائے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے میں اپنی عزت اور افتخار سمجھتے تھے۔ چنانچہ اسلام کے غالب آنے کے بعد سرداران قریش کی تمام اولاد آنحضرت ﷺ کی آغوش میں آ گئی اور وہ اس بات پر فخر کرتے تھے۔عکرمہ ابوجہل کا بیٹا تھا۔لیکن مسلمان ہوئے تو جان کی بازی آنحضرت ﷺ کے لئے اور آپؐ کے دین کے لئے لگادی اور ہر وقت لگانے کے لئے تیار رہے۔ولید آنحضرت ﷺ کا بڑا دشمن تھا۔اس کے بیٹے حضرت خالدؓ نے اسلام کے لئے وہ جوہر دکھائے جن کی مثال نہیں ملتی۔آپ کا ایک بڑا دشمن عاصی نام کا تھا اور اس کے بیٹے حضرت عمرو بن عاص نے اسلام کی کئی شاندار خدمات سرانجام دیں اور اسلام میں بڑے پائے کے جرنیل مانے جاتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ہے جو سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور اور سب تدبیر کرنے والوں سے زیادہ تدبیر کرنے والا ہے۔وہ آنحضرت ﷺ کی شان کو بلند سے بلند کرتا چلا گیا اور دشمن ناکام ونامراد ہوتا چلا گیا اور اس کی اولاد بھی اللہ تعالیٰ نے پھر آنحضرت ﷺ کی جھولی میں ڈال دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہی الہام ہوا تھا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر۔اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کس طرح اللہ نے دشمن کو کئی مواقع پر خائب وخاسر کیا اور آج تک کرتا چلا جا رہا ہے۔یہ نظارے ہم نے دیکھے۔کیا یہ خدا تعالیٰ کی مضبوط تدبیر کرنے کی دلیل نہیں ہے؟ یا کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کا اظہار نہیں؟ یقیناً ہے اور اس پر احمدیوں کو غور بھی کرنا چاہئے اور سوچنا بھی چاہئے اور ان وعدوں کے اپنی زندگیوں میں پورا ہوتے دیکھنے کے لئے دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:''بجز خدا کے انجام کون بتلا سکتا ہے اور بجز اس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں اور عنقریب ہے کہ ان کے بدخیالات اور بدارادے انہی پر پڑیں۔اس میں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔لیکن جو صادق اور اس کی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے اور سچائی کی روح ان کے اندر ہوتی ہے۔اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں طرف سے ان پر لعن طعن کی بارشیں ہوں اور ان کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ ہر یک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اوّل صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے''۔(اس کو بہت ساری تکلیفیں پہنچتی ہیں)'' مثلاً اس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینے تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑ تا رہتا ہے..........اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے''(یعنی اللہ تعالیٰ کو یہاں کسان سے تشبیہ دی ہے کہ وہ حقیقی کسان اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے)'' اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں اور ہر یک طرح سے ان کی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ظاہر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں''(یعنی ایسے گرداب میں، ایسی ہلاکت میں ڈالے جاتے ہیں جو بہت بڑی ہوتی ہے)۔'' لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں''۔(اللہ تعالیٰ ان کو اس لئے مشکلات میں نہیں ڈالتا کہ ان کو فنا کر دے یا غرق کر دے بلکہ نیک لوگوں کو ابتلاء اس لئے آتے ہیں تا کہ ان دریاؤں کے نیچے جا کر اللہ تعالیٰ کی وحدت کے دریا میں جو پھر رہے ہیں وہ مزید اس کی طرف توجہ کریں اور اس دریا میں سے موتی تلاش کر کے لائیں)'' اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہاں تک کہ بہتوں کے خیال وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں''۔(آج کل یہی الزام لگایا جاتا ہے نا کہ اگر آپ سچے ہوتے تو اس طرح تکلیفیں نہ اٹھا رہے ہوتے اور سارے مسلمانوں نے ایک طرف آپ کے خلاف محاذ نہ کھڑا کیا ہوتا۔) فرماتے ہیں کہ'' بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے''۔(ان کو فکر پیدا ہوتی بھی ہے تو تسلی دیتا ہے)'' کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مدّت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔تب غیرت الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے''۔(ایک ہی تجلّی میں دشمنوں کو پاش پاش کر دیتی ہے)'' سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے''۔(پہلے دشمن خوش ہوتے ہیں کہ ان کو وہ تکلیفیں دے رہے ہیں۔ پھر آخر جو انجام ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ہوتا ہے)۔'' اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے۔لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا''۔

(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9صفحہ 52تا 54)

پھر اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں''۔(یعنی لوگ پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں)'' تب مَیں نے اس کو کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جِئْتُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ یعنی مَیں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے۔تب مَیں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا۔اور مَیں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔تب مَیں اس حالت سے منتقل ہو گیا''۔(یعنی پھر واپس اسی حالت میں آ گیا۔) فرمایا کہ'' یہ سب امور درمیانی ہیں''۔(بیچ کے معاملات ہیں جو ہونے ہیں۔یہ انجام نہیں ہیں بلکہ یہ جو معاملات ہو رہے ہیں، واقعات چل رہے ہیں ان کا ایک حصہ ہے)۔فرمایا'' جو خاتمہ امر پر منعقد ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ مَیں آخرکار تجھے فتح دوں گا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ مَیں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا''۔ (انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9صفحہ 54)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ'' یاد رہے کہ یہ الہامات اس واسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی ان کو قبول کر لے۔ بلکہ اس واسطے کہ ہر یک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے۔پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئے گا۔تو اس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔''(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 54)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں، قربانیوں اور ایمان کی مضبوطی کے ساتھ دین پر قائم رہتے ہوئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام (کی ترقی) کے نظارے دکھاتا رہے۔اس کے ساتھ ہی مَیں دعا کے لئے خاص طور پر ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ پاکستان کی سالمیت کے لئے بہت دعا کریں۔اللہ تعالیٰ اس ملک کو احمدیت کی وجہ سے ہی بچالے کیونکہ احمدیوں نے اس کے بنانے میں بہت کردار ادا کیا ہے اور بہت قربانیاں دی ہیں۔ اس ملک کو توڑنے اور بدامنی پھیلانے والے جو لوگ ہیں آج کل اس میں مصروف ہیں۔انہوں نے نہ ہی کبھی پاکستان کے قیام میں حصہ لیا اور نہ ہی اس حق میں تھے کہ پاکستان بنے۔لیکن اب ملک سے ہمدردی کے نام پر ایک نیا طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔اسلام اور ملک کی بقا کے نام پر ملک کو توڑنے کے درپے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان ملک دشمنوں کی پکڑ کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے اور ہمارے ملک کو بچائے۔آمین

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دوست بنتا ہے یعنی ایسا ایمان جس میں دنیا کی ملونی نہ ہو

ہمارا تو اللہ مولیٰ ہے اور ہر قدم پر اپنے ولی ہونے اور دوست ہونے کا اور مددگار ہونے کا اور نگران ہونے کا، اپنے فضلوں سے مسلسل نوازنے کا اظہار کرتا ہے اور نظارے دکھاتا ہے۔

ہر ابتلا اور امتحان جہاں جماعت کی روحانی ترقی کا باعث بنتا ہے اور بنا ہے وہاں مادی اور جسمانی ترقی کا بھی باعث بنا ہے

خاتم النبییّن کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ ﷺ کی اُمّت میں سے نہ ہو۔

(مختلف بزرگانِ اُمّت کے حوالوں سے خاتم النبیین کے معنوں کا تذکرہ)

مکرم ذوالفقار منصور صاحب آف کوئٹہ کی شہادت کا تذکرہ۔ مکرم محمد الشواء صاحب (آف شام)، مکرم میاں سراج الحق صاحب آف اوکاڑہ اور مکرم مظفر احمد منصور صاحب (مبلغ سلسلہ) کی وفات کا تذکرہ اور مرحومین کی نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ 23/اکتوبر 2009ء بمطابق 23/اخاء 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت وَلِی ہے اور وَلِیٌّ کے تحت لغات میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس کا مطلب ہے مددگار۔ بعض نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ وہ ذات جو تمام عالم اور مخلوقات کے معاملات سرانجام دینے والی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ عالَم قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت اَلْوَالی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو تمام اشیاء کی مالک اور اُن پر تصرف رکھنے والی ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ ولایت کا حق تدبیر، قدرت اور فعل کے ساتھ منسلک ہے۔ اور وہ ذات جس میں یہ امور مجتمع نہیں ہوں گے تو ان پر لفظ وَالِیْ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ اور پھر لسان العرب میں یہ لکھا ہے۔ اَلْوَلِیُّ کا مطلب ہے دوست مددگار۔ ابن الاعرابی کے مطابق اس سے مراد ایسا محبّ ہے جو اتباع کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورۃ البقرہ کی آیت 258 ہے)۔ اس کے بارہ میں ابو اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی حاجات اور ان کی ہدایت اور ان کے لئے براہین کے قائم کرنے کے حوالے سے مددگار ہے۔ کیونکہ وہی ہے جو انہیں ان کے ایمان کے لحاظ سے ہدایت میں بڑھاتا ہے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی (سورۃ محمد:18) اور اسی طرح وہ مومنوں کا ان کے دشمنوں کے خلاف مددگار ہے اور مومنوں کے دین کو ان کے مخالفین کے ادیان پر غلبہ دینے والا ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت کا تھوڑا سا حصہ مَیں نے بتایا تھا، یہ مکمل آیت اس طرح ہے اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ۔ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ۔ اُوْلٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ۔ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ:258) کہ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست شیطان ہیں۔ وہ ان کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

پس حقیقت یہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دوست بنتا ہے یعنی ایسا ایمان جس میں دنیا کی ملونی نہ ہو۔ ایمان لانے کے بعد وہ اللہ کے نُور کی تلاش میں مزید ترقی کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں پھر اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرماتا ہے۔ یہاں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے کا مطلب ہے کہ روحانی اور جسمانی کمزوریوں سے روحانی اور جسمانی ترقی اور مضبوطی کی طرف لے جانا۔ پس اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے کہ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ انہیں انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی روحانی اور جسمانی کامیابیاں عطا فرمائے گا اور ان کو تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات دے گا۔ مگر شرط ایمان لانا اور اس میں ترقی کرنا ہے اور یہ ترقی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پڑھنے، سمجھنے اور ان پر عمل کرنے سے ہوتی ہے اور جو اس طرح عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا وَلِیْ ہو جاتا ہے۔ کوئی مخالف، کوئی دشمن، کوئی دنیا کی حکومت ایسے لوگوں کو ختم نہیں کر سکتی۔ لیکن یہاں یہ بات بھی واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں پر مشکلات بھی آتی ہیں، مصیبتیں بھی آتی ہیں۔ جان، مال اور اولاد کا نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ سب کچھ ہے تو پھر یہ کہنا کہ جسمانی مشکلات سے بھی نکالتا ہے، اس کا کیا مطلب ہوا؟ اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جانے کا یہ تو مطلب لیا جاسکتا ہے کہ ایمان لانے والوں کے روحانی ترقی میں قدم آگے بڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا دوست ہو کر ان لوگوں کو روحانیت میں ترقی دیتا چلا جاتا ہے اور پھر آخرت میں جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اجر سے نوازے گا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ مومن جب اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان لاتا ہے تو صرف اپنی ذات کا مفاد اور ذاتی تکالیف اس کے پیش نظر نہیں ہوتیں بلکہ وہ جماعتی زندگی کی طرف دیکھتا ہے۔ بے شک ایک مومن کو ذاتی طور پر جسمانی اور مادی اور اقتصادی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ انفرادی نقصانات بھی اگر وہ دین کی خاطر ہو رہے ہوں تو اکثر اوقات جماعتی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔

اسلام کی ابتدا میں جب مکّہ میں آزادی سے تبلیغ نہیں کی جاسکتی تھی اور مسلمان بڑی سخت مظلومیت کی زندگی گزار رہے تھے۔ اس زمانہ میں جب مسلمانوں نے قربانیاں دیں تو کیا وہ قربانیاں رائیگاں گئیں؟ جو مسلمان اس وقت ظلموں کا نشانہ بنائے گئے کیا وہ بے فائدہ تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ اُس وقت بھی جب وہ مٹھی بھر مسلمان تھے، اُن کی ہر قربانی ان کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والی بنتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ جماعتی ترقی کا بھی باعث بنتی چلی جاتی تھی۔ اس سے تبلیغ نہیں رک گئی۔ مسلمان ہونا یا اسلام میں شامل ہونا اس سے رک نہیں گیا۔ ظلموں کے باوجود ترقی پر قدم پڑتے چلے گئے۔ پھر ان ظلموں کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑی تو ہجرت کرنے پر اللہ تعالیٰ نے مزید ترقی کے دروازے کھولے۔ عددی لحاظ سے بھی اور مالی لحاظ سے بھی مسلمان بڑھتے چلے گئے کہ وہی کفار مکّہ جو ظلم کرنے والے تھے وہ مسلمانوں کے زیرنگیں ہو گئے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی دیکھ لیں۔ ہر ابتلا اور امتحان جہاں جماعت کی روحانی ترقی کا باعث بنتا ہے اور بنا ہے وہاں مادی اور جسمانی ترقی کا بھی باعث بنا ہے۔ 1974ء کے حالات نہ ہوتے تو ایک حصہ جو ملک سے باہر نکل کر پھیلا، وہ نہ نکل سکتا۔ کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کرنے والا تھا۔ کوئی معمولی زمیندارہ کرنے والا تھا۔ کوئی معمولی ملازمت کرنے والا تھا۔ بچوں کی تعلیم کے وسائل بھی بعض کو ٹھیک طرح میسر نہیں تھے۔ یا وسائل تھے تو ماحول نہیں تھا۔ یورپ میں آ کر کئی بچے جو ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی کر رہے ہیں یا انہوں نے کی ہے یا ڈاکٹر بنے ہیں، انجینئر بنے ہیں پاکستان میں انہیں کے عزیز اتنی تعلیم نہیں حاصل کر سکے یا رجحان نہیں ہوا یا وسائل نہیں تھے۔ پس یہ بات باہر آئے ہوئے ہر احمدی کو ذہن میں پیدا کرنی چاہئے کہ جہاں ان کے ایمان کی وجہ سے انہیں ملک سے نکلنا پڑا تو خدا تعالیٰ نے انہیں بہتر حالات مہیا فرمائے اور مالی کشائش کی صورت میں ان کے معیار بدل گئے۔

بچوں کی اچھی تعلیم کے لئے ماحول بھی پیدا فرمایا اور من حیث الجماعت جماعت نے مالی لحاظ سے بھی اور عددی لحاظ سے بھی ترقی کی۔ اسی طرح جب انفرادی طور پر تعلیمی میدان میں آگے قدم بڑھے تو جماعت کے اندر بھی دنیاوی تعلیم کا معیار بھی بہت بلند ہوا اور یہ چیز ہر احمدی کو خدا تعالیٰ کے مزید قریب کرنے والی ہونی چاہئے اور ایمان میں ترقی کا باعث بنانے والی ہونی چاہئے۔ نہ کہ اس چیز سے کسی قسم کا تکبر یا فخر یا رعونت پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے وَلِیْ ہونے کا اظہار فرما دیا۔ ہم نے بھی حقیقی عبد بنتے ہوئے حقیقی عبد بننے کا نمونہ دکھانا ہے اور پھر یہ چیز ہمیں مزید روشنیاں دکھانے والی بنتی چلی جائے گی اور پھر صرف باہر آنے والوں میں ہی ترقی نہیں ہوئی بلکہ ان ظلموں کی وجہ سے جو 1974ء میں پاکستان میں ہوئے پاکستان میں رہنے والوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ جن کے کاروبار تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے پھر ان کے کاروباروں میں ترقیاں دیں جیسا کہ ہم نے وَلِیْ کے معنوں میں دیکھا ہے۔ وَلِیْ دوست اور مددگار کو بھی کہتے ہیں۔ پس جس نے احمدیت کی خاطر قربانی دی اللہ تعالیٰ نے اسے یا اس کی نسل کو حقیقی دوست اور مددگار بنتے ہوئے ترقیات سے نوازا۔

پھر دیکھیں 1984ء میں جب جماعت پر زمین تنگ کی گئی یا تنگ کرنے کی کوشش کی گئی اور خلیفۂ وقت کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی۔ تو پھر کون کام آیا؟ وہی ولی دوست اور مددگار جو تمام اشیاء پر تصرف رکھنے والی ذات ہے۔ اس وقت سفر کے دوران مختلف مواقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایسی حفاظت اور مدد فرمائی جو کوئی بھی دنیاوی دوست نہیں کر سکتا۔ پھر اس بات نے جہاں افراد جماعت کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کی وہاں اس ہجرت کے نتیجہ میں جماعت کی عددی ترقی بھی ہوئی اور پھر ایم ٹی اے کی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے روحانی ترقی اور تبلیغ کے سامان بھی مہیا فرمائے۔ ایک وقت میں دنیا میں ایک آواز سنی جاتی ہے جو تربیت اور تبلیغ کی طرف توجہ دلانے والی ہے۔ پھر اس آیت میں جہاں ایمان میں ترقی کے ساتھ ساتھ جسمانی ترقی کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں ایمان نہ لانے والوں کے بارے میں بتایا کہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ وہ انہیں روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ اصولی فیصلہ فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کا انکار کرنے والے شیطان کے دوست ہیں اور شیطان روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے۔ کبھی اس کے پیچھے چلنے والے روشنی کے نظارے نہیں دیکھ سکتے۔ آنحضرت ﷺ نے جب دعویٰ فرمایا اور مکّہ والوں کو ہدایت کی طرف بلایا تو سرداران قریش جن میں سے بعض بڑے عقلمند اور اچھے انسان کہلاتے تھے اور بعض نیکیاں بھی کرتے تھے لیکن آنحضرت ﷺ کے انکار کی وجہ سے شیطان کے بہکاوے میں آ کر، یا بہکاوے میں آنے کی وجہ سے ان نیکیوں سے محروم ہوتے چلے گئے اور آخر ہلاکت ان کا مقدر بن گئی۔

ابوالحکم پہلے ابوجہل بنا اور پھر ذلّت کی موت ملی۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اس کا ذکر بھی کیا تھا اور آج تک ابوجہل ہی کہلاتا ہے بلکہ تا قیامت ابوجہل ہی کہلائے گا۔ اس کا وَلِیْ شیطان تھا جو اس کی کوئی مدد نہیں کر سکا۔ وہ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ لیکن حبشی غلام، بلالؓ ایمان کے نور کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وَلِیْ بن گئے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور مدد کے نتیجہ میں قیامت تک سیدنا بلالؓ کا مقام پا گئے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں روحانیت اور سچائی کے دعویدار ہونے کے باوجود آپ علیہ السلام کے جو منکرین تھے آپ کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر اندھیروں میں ڈوبتے چلے گئے۔ لیکن کئی ایسے جو جاہل اور اُجڈ تھے، کئی ایسے جو رشوت خور اور بدنام زمانہ تھے، جب ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو وہ ایمان لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق روحانیت میں ترقی کرنے والے بنتے چلے گئے۔ پس نبی کے انکار کرنے والے اس انکار کی وجہ سے اندھیروں میں گرتے چلے جاتے ہیں اور شیطان ان میں کینہ اور بغض اور ناانصافی اس قدر بھر دیتا ہے کہ وہ پھر مزید ظلمات میں گرتے چلے جاتے ہیں اور پھر ان کے انجام کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا انجام بہت برا ہوگا۔ اس دنیا میں بھی وہ حسد کی آگ میں اور دشمنی کی آگ میں جلتے چلے جائیں گے۔ جماعتی ترقی کا ہر قدم ان کے بغضوں اور کینوں کو بھڑکائے گا۔ لیکن ان کے یہ غصّے اور کینے ان لوگوں کو جن کا وَلِیْ اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

پھر مَیں لغت کے کچھ حصے کی طرف آتا ہوں۔ لسان میں لکھا ہے کہ بعض نے وَلِيُّهُمْ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ مومنوں کو ثواب دینا اور ان کے نیک اعمال پر انہیں جزا دینا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

پھر لکھا ہے وَلِيُّ اللّٰه، اللہ کا دوست۔ وَلِیْ میں مستقل مزاجی کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے کوئی کام کرنے کا مضمون پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چنیدہ اور مقبول بندہ، اللہ تعالیٰ کے مسلسل فضلوں اور انعامات کا مظہر ہوتا ہے۔ اَلْوَلِيُّ وَالْمَوْلٰى، اس کی گرائمر کی تفصیلات چھوڑتا ہوں، آگے بیان ہے کہ مومن کو وَلِيُّ اللّٰه تو کہہ سکتے ہیں لیکن مَوْلَى اللّٰه کہنا ثابت نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے متعلق وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَوْلَاهُمْ دونوں طرح کہنا درست ہے۔ پھر انہوں نے مختلف آیات کے حوالے سے آگے اس کی مزید وضاحت کی ہے۔ مثلاً ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سورۃ محمد کی آیت ہے۔ پھر نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ انفال کی آیت ہے۔ پھر قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ سورۃ جمعہ کی آیت میں ہے۔ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ سورۃ الانعام کی آیت ہے۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ الرعد کی آیت ہے۔ اس میں وَالٍ کے معنی وَلِیٌّ کے ہیں۔ پھر آگے انہوں نے ان آیات کے حوالے سے گرائمر کی بحث کی ہے۔ تو اس بحث میں جانے کی بجائے مَیں آیات کو پیش کرتا ہوں۔

پہلی آیت جو سورۃ محمدؐ کی ہے وہ مکمل اس طرح ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (محمد:12) یہ اس لئے ہے کہ اللہ ان لوگوں کا مولیٰ ہوتا ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا یقیناً کوئی مولیٰ نہیں ہوتا۔ اس آیت سے پہلے کی آیات میں سے ایک آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد:8) کہ اے مومنو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا۔ اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے بعد کے زمانہ کے مسلمانوں کو بھی نصیحت ہے اور تنبیہ بھی ہے کہ صرف ایمان لانا کافی نہیں ہوگا بلکہ اللہ کے دین کی مدد تم پر فرض ہے اور یہی چیز پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے تمہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے حصہ لینے والا بنائے گی۔ تمہارے ایمان مضبوط ہوں گے اور تم ایک جماعت کہلاؤ گے اور خاص طور پر مسیح موعود کے زمانہ میں جب تجدید دین ہونی ہے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی مدد کریں۔ اگر یہ مدد کریں گے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے دیکھیں گے اور ایمان نہ لانے والوں کا پہلے انبیاء کے منکرین والا حال ہوگا۔ آج بھی مسلمانوں کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔ مَیں کئی مرتبہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو مدد اور نصرت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ روشنیوں کی طرف لے جانے کا ہے لیکن مومن کہلانے کے باوجود اخباروں میں کالم نویس جو ہیں یہ لکھتے ہیں کہ ہم ایمان میں کمزوری کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہم روشنیوں سے اندھیروں کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم مادی لحاظ سے بھی ترقی کی بجائے تنزل کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ کون سی ایسی بُرائی ہے جو اس وقت ہم میں نہیں۔ یہ ان کے خود اپنے لکھنے والے لکھتے ہیں۔ پس کہیں نہ کہیں ہم نے اس خدا کو ناراض کیا ہوا ہے جو مومنوں کا مولیٰ ہے۔ اب بھی سوچنے کا وقت ہے کہ اپنے اندر ایمان کی روشنی پیدا کریں۔ اللہ کے دین کی نصرت کے لئے آگے آئیں۔ وقت کے امام کی پہچان کریں۔ آنحضرت ﷺ کا سلام پہنچائیں۔ صرف اس بات کی ضد کرنا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور اب کوئی نبی نہیں آ سکتا عقلمندی نہیں ہے۔ بزرگان سلف جو ہیں ان کے اقوال کو دیکھیں اور غور سے دیکھیں اور پڑھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ صرف آجکل کے علماء جو نام نہاد اور سطحی علماء ہیں ان کے پیچھے نہ چلیں۔ بعض پرانے بزرگوں کے حوالے مَیں پیش کرتا ہوں جو ہماری جماعت کے لٹریچر میں اکثر موجود ہیں بلکہ یہ ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں اور ان کو ہم پیش کرتے ہیں۔

حضرت محیّ الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ وہ نبوت جو آنحضرتؐ کے وجود پر ختم ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقامِ نبوت۔ پس آنحضرتؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آ سکتی اور نہ اس میں کوئی حکم بڑھا سکتی ہے اور یہی معنی ہیں آنحضرت صلعم کے اس قول کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی اور لَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَ یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو۔ ہاں اس صورت میں نبی آ سکتا ہے کہ وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت آئے اور میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد دنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں آ سکتا جو شریعت لے کر آوے اور لوگوں کو اپنی شریعت کی طرف بلانے والا ہو۔ پس یہ وہ قسم نبوت ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ ورنہ مقام نبوت بند نہیں۔ (فتوحات مکیّہ جلد 2 صفحہ 73)

پھر ان کا ایک اور حوالہ ہے کہ نبوت کلی طور پر اٹھ نہیں گئی۔ اسی وجہ سے ہم نے کہا تھا کہ صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔ یہی معنی ہیں لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کے۔ پس ہم نے جان لیا کہ آنحضرت ﷺ کا لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ فرمانا انہی معنوں سے ہے کہ خاص طور پر میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے بعد اور کوئی نبی نہیں۔ یہ بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب یہ قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور جب یہ کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔

(فتوحات مکیه۔ جلد 2 باب 73۔ سوال 15)

حضرت امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ وَقَوْلُهٗ صَلْعَمْ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا رَسُوْلَ الْمُرَادُ بِهٖ لَا مُشَرِّعَ بَعْدِيْ کہ آنحضرت صلعم کا یہ قول کہ میرے بعد نبی نہیں اور نہ رسول۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔ (الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 42)

پھر حضرت ملّا علی قاریؒ، موضوعات کبیر صفحہ 58-59 میں لکھتے ہیں کہ مَیں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا فرمانا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا اور اسی طرح اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہو جاتے تو آنحضرت ﷺ کے متبعین میں سے ہوتے۔ پس یہ قول خاتم النبیین کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم النبیّین کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ ﷺ کی اُمّت سے نہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ قُوْلُوْٓا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ کہ یہ تو کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیّین ہیں مگر یہ کبھی نہ کہنا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(درمنثور جلد 5 صفحہ 204۔ وتکملہ مجمع البحار جلد 4 صفحہ 85)

پس ان حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ ہمارے اسلاف کا یہ نظریہ نہیں تھا جو آجکل کے علماء کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور کریں اور ان حوالہ جات پر غور کریں تو ہر بات روز روشن کی طرح واضح ہو

جاتی ہے پھر اس بات پر بھی غور کریں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو کس طرح مہلت دے سکتا ہے جو اس کی طرف جھوٹ منسوب کر کے الہامات بیان کر رہا ہو اور دعویٰ کرے کہ مَیں اس کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ یہاں تو اس کے الٹ ہم معاملہ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہمیں ہر قدم پر نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وَلی اور مولیٰ ہونے کے روشن نشان ہمیں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ آپ کو فرمایا کہ وَاللّٰہُ وَلِیُّکَ وَرَبُّکَ اور خدا تعالیٰ تیرا متولی اور تیرا پرورِندہ ہے یعنی ولی اور پالنے والا ہے۔

پھر آپؑ کو ایک الہام ہوا جو 1883ء کا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْن خبردار ہو بہ تحقیق جو لوگ مقربان الٰہی ہوتے ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ 620-621 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)
اس کے علاوہ بھی اس مضمون کے بے شمار الہامات آپؑ کو ہوئے۔

جھوٹے مدعی نبوت کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ۔ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ (الحاقۃ:45-46) اور اگر بعض جھوٹ ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم یقیناً اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنے الہامات بیان کرنے کے بعد 25-26 سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ رہے اور نہ صرف زندہ رہے بلکہ جماعت کی ترقیات دیکھیں۔ اور یہی نہیں بلکہ بہت سے الہامات اللہ تعالیٰ نے بڑی شان سے پورے ہوتے ہوئے آپ کو دکھائے اور اللہ تعالیٰ نے بے شمار موقعوں پر اپنے وَلِیْ ہونے کا ثبوت دیا۔ ایسا واضح ثبوت جو ایک اندھے کو بھی نظر آتا ہے۔

آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں، تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔

آج تک ہم یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ آگے بھی دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا کہ ”تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا“۔ یہ ایک اَور الہام ہے کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اور اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ یہ الہام 1886ء میں ہوا ہے۔ اس وقت قادیان کی کیا حالت تھی۔ کوئی ذرائع نقل وحمل اور رسل ورسائل نہیں تھے۔ کسی قسم کی سفر کی، ٹرانسپورٹ کی، کمیونیکیشن (Communication) کی صورت موجود نہیں تھی۔ سواری لینے کے لئے پیدل یا ٹانگہ پر چڑھ کے بٹالہ جانا پڑتا تھا۔ قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں تھا کسی کا اس طرف آنا نہیں تھا اور اس گاؤں سے آپ نے ایک دعویٰ کیا۔ اس وقت لوگ اس دعویٰ کو سن کر ہنستے ہوں گے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی دعوت دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی ہے۔ اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کون سی بڑی بات ہے کہ ہم بھی اپنی ویب سائٹس کے ذریعہ سے یا اپنے ٹی وی چینلز کے ذریعہ سے اپنے پروگرام جو احمدیت کے خلاف ہیں یا اسلام کی جو بھی تھوڑی بہت تبلیغ کرتے ہیں دنیا کے کناروں تک پہنچا رہے ہیں۔ تو اگر یہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے یا تبلیغ کے ذریعہ سے پہنچ گئے تو یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا کسی نے ان وسائل کے نہ ہوتے ہوئے، ان وسائل کے شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان کیا تھا؟ کہ مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یا مَیں تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یا سو سال پہلے تو بڑی بات ہے اب بھی شروع کرنے سے چند مہینے یا سال پہلے کسی نے یہ اعلان کیا ہو کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ مَیں تمہارے اس کام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اگر تو کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے تو کھل کے اعلان کرے کہ ہاں مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ یہ میرا پیغام ہے دنیا تک پہنچاؤ۔ ویب سائیٹ کے ذریعہ پہنچاؤ یا ٹی وی چینل کے ذریعہ پہنچاؤ اور مَیں تمہاری مدد کروں گا لیکن کبھی کوئی سامنے نہیں آ سکتا۔ ویسے ہر بات پہ اعتراض کرنا تو بڑا آسان ہے اور آجکل کے سکالرز اور علماء کا یہی حال ہے کہ بیٹھے بٹھائے جو چاہا منہ میں آیا اور اعتراض کر دیا۔ یہ اصل میں حسد کی آگ ہے جو اب برداشت نہیں ہو رہی۔ جس کی وجہ سے دشمنیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ جماعت کو پھیلتا ہوا دیکھ کر اندر ہی اندر سلگتے چلے جا رہے ہیں اور حسد کی یہ آگ پیدا ہونی ہی تھی کیونکہ اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے کہ نور سے ظلمات کی طرف جائیں گے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا دعویٰ ہو گا مخالفین کھڑے ہوں گے اور وہ مخالفین اگر کوئی عقل رکھتے بھی تھے تو اس مخالفت کی وجہ سے پھر ان کی عقل ماری جائے گی اور روشنیوں کی بجائے وہ اندھیروں میں گم ہوتے چلے جائیں گے اور پھر اَصْحٰبُ النَّار بنتے چلے جائیں گے۔ اللہ رحم کرے اور ان لوگوں کو عقل دے۔

ہمارا تو اللہ مولیٰ ہے اور ہر قدم پر اپنے ولی ہونے اور دوست ہونے کا اور مددگار ہونے کا اور نگران ہونے کا اپنے فضلوں سے مسلسل نوازنے کا اظہار کرتا ہے اور نظارے دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمیشہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم ہمیشہ اس خدا تعالیٰ سے فیض پاتے رہیں جس نے ہمیں یہ تسلی دی ہے کہ اَنَّ اللّٰہَ مَوْلَاکُمْ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ جان لو کہ اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے اور والی ہے۔ کیا ہی اچھا والی ہے اور کیا ہی اچھا مدد کرنے والا ہے۔

جمعہ کے بعد مَیں چند جنازے پڑھاؤں گا۔ اس کے بعد اب ان کے بارہ میں اعلان کرتا ہوں۔ پہلا تو ہے مکرم ذوالفقار منصور صاحب ابن مکرم منصور احمد صاحب مرحوم آف کوئٹہ کا، جن کو 11/ اکتوبر کو کچھ شر پسندوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہیں شہادت سے ایک ماہ قبل اپنے گھر سے کار پر نکلتے ہوئے اغواء کیا گیا تھا اور رقم کا مطالبہ کیا گیا کہ اتنی رقم دو۔ کافی بڑی رقم تھی اور مسلسل رابطہ رکھا اور رقم کا انتظام بھی ہو رہا تھا۔ لیکن آخر ایک دن پتہ لگا کہ ایک جنگل میں ان کی لاش پڑی ہے اور ساتھ یہ پیغام بھیجا کہ آپ لوگ کیونکہ بہت سے لوگوں کو قادیانی بنا لیتے ہیں اس لئے اس کو ہم زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ شہادت سے قبل ان پر کافی تشدد بھی کیا گیا۔ ایک آنکھ میں فائر کر کے چہرے کو بری طرح مسخ کیا گیا۔ یہ بڑے ایکٹو (Active) خادم تھے۔ بڑے دیانتدار انسان تھے اور آجکل نائب قائد خدام الاحمدیہ کی خدمت بھی انجام دے رہے تھے۔ اس سے پہلے ان کے ایک چچا عباس احمد صاحب کو اپریل 2008ء میں شہید کیا گیا تھا اور 2009ء جون میں ان کے ایک اور رشتہ کے چچا خالد رشید صاحب کو شہید کیا گیا۔ یہ نوجوان حضرت منشی عبدالکریم صاحب بٹالوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے پڑپوتے تھے۔ پسماندگان میں ان کی بوڑھی والدہ اور اہلیہ ہیں اور دو بچے ہیں۔ ایک بیٹی بعمر 9 سال اور اور ایک بیٹا بعمر 6 سال۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔

دوسرے ہمارے شام کے ایک دوست مُحَمَّد اَلشَّوَاءصاحب 14/ اکتوبر 2009ء کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ شام کے پرانے مخلص بزرگ تھے اور بڑے مثالی احمدی تھے خلافت اور نظام جماعت سے عشق ووفا کا اور اطاعت واحترام کا تعلق تھا۔ نیک اور متقی انسان تھے۔ جب بھی کوئی کام سپرد ہوتا بڑی ذمہ داری سے سرانجام دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق تھا۔ آپؑ کے نام کے ساتھ ہی جذباتی ہو جایا کرتے تھے۔ 1950ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی اور بڑے منجھے ہوئے وکیل تھے۔ آپ کی بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ بیعت سے قبل جماعت سے تعارف کے بعد ایک مشہور عالم ناصر البانی جو جماعت کے شدید مخالف تھے اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے اور عرب دنیا میں ان کا بہت چرچا تھا۔ ان سے ملنا شروع کیا اور ان سے جماعت کے عقائد کے بارہ میں پوچھا اور انہیں ایک واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ایک پادری ایک احمدی کے آگے کس طرح بے بس ہو گیا۔ کس طرح ہتھیار ڈالے اور کیسے اس احمدی کی اس بات نے صلیب کو توڑ کر رکھ دیا۔ اس پر ناصر الدین البانی نے کہا کہ ہم عیسائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے ان سے کہہ سکتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر انہوں نے پوچھا کہ کیا حقیقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں؟ تو البانی صاحب نے کہا نہیں۔ اس پر آپ نے ان کو کہا کہ مَیں جا کے بیعت کرنے لگا ہوں کیونکہ عقیدہ کسی دوغلی پالیسی کا محتاج نہیں ہوتا اور پھر آپ نے بیعت کر لی۔ نیشنل عاملہ کے ممبر بھی تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لے گئے تو آپؓ کے ساتھ ان کو لبنان جانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس سفر کے دوران بَعْلَبَک کے آثار قدیمہ کی سیر بھی کی۔ بَعْلَبَک پرانا معبد تھا۔ اس کی سیر کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی رہی ہے لیکن آج ہم میں سے ہر ایک یہاں پر خدائے واحد کی عبادت کرتے ہوئے دو رکعت نفل ادا کرے، چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا۔ بڑے اچھے وکیل تھے اور خلافت سے ایسا تعلق تھا کہ وکیل ہونے کی وجہ سے ہر بات کے لئے وہ دلیل چاہتے تھے لیکن جب یہ کہہ دیا جائے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے یہ کہا گیا ہے تو کہتے تھے۔ بس ختم، جب یہ حکم آ گیا تو بات ختم ہو گئی۔ اب یہی فیصلہ ہے۔ خلافت رابعہ کے زمانہ میں بعض احمدیوں پر مقدمات بنائے گئے ان مقدمات کی انہوں نے پیروی کی اور رہائی کے سامان اللہ تعالیٰ نے فرمائے۔ بڑے حاضر جواب تھے۔ ایک دفعہ شروع میں نوجوانی میں عدالت میں پیش ہوئے۔ حالانکہ وکالت کا لباس بھی پہنا ہوا تھا تو جج نے بڑے استہزائیہ انداز میں کہ نوجوان وکیل ہے پوچھا کہ کیا تم وکیل ہو؟ آپ اس مقدمہ میں پیش ہونے والے اکیلے وکیل تھے اور تو کوئی تھا نہیں اور وکالت کے لباس میں بھی تھے، آپ نے فوراً جج سے پوچھا کہ کیا تم جج ہو؟ تو اس پر جج خاموش ہو گیا اور سنا ہے کہ بڑی سبکی برداشت کرنی پڑی۔ عربی ڈیسک والے ہمارے مبلغین جو پڑھنے جاتے رہے ہیں ان کے ساتھ بھی یہ بڑا شفقت کا سلوک فرماتے رہے اور ان کی زبان ٹھیک کرنے میں انہوں نے بڑی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور آگے ان کی نسلوں میں بھی احمدیت قائم رکھے۔ ہمارے محمد اویس السعودی صاحب ایم ٹی اے کے کارکن ہیں اور محمد ملص صاحب آجکل یوکے میں ہیں یہ دونوں ان کے نواسے ہیں۔

تیسرا جنازہ میاں غلام رسول صاحب کا ہے جو مکرم میاں سراج الحق صاحب آف میرک ضلع اوکاڑہ کے بیٹے تھے۔ یہ ہمارے ٹرینیڈاڈ کے مبلغ مظفر احمد خالد صاحب کے والد تھے۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ یہ حضرت میاں محمد دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پوتے تھے۔ غیر معمولی خوبیوں کے مالک تھے۔ نیک، تہجد گزار، غریبوں کا درد رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ ان کے جنازہ میں کئی غیر از جماعت بھی شامل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آج ہم بھی یتیم ہو گئے ہیں۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ یا کیسٹس کے ذریعہ سے لوگوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے اور ان کے ذریعہ سے کئی بیعتیں ہوئی ہیں۔

چوتھے ہمارے ایک مبلغ مظفر احمد منصور صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کو 9/ اکتوبر 2009ء کو ہارٹ اٹیک ہوا اور اچانک وفات ہو گئی۔ ان کی عمر 60 سال تھی۔ مغربی افریقہ میں آئیوری کوسٹ اور برکینا فاسو میں خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ آجکل اصلاح وارشاد میں تھے۔ بڑی محنت سے کام کرنے والے تھے۔ مَیں ان کو بچپن سے جانتا ہوں۔ اطفال الاحمدیہ میں بھی اور خدام الاحمدیہ میں بھی ہم نے اکٹھے کام کیا ہے۔ بڑے ہی محنت سے اور توجہ سے کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر دے۔ مظفر منصور صاحب کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

پیشگوئی مصلح موعود کی

عظیم الشان باون علامات

پیشگوئی مصلح موعود بڑی تفصیلی ہے جس سے ظاہر ہے کہ آنے والا کئی قسم کی خصوصیات کا حامل ہوگا۔ چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں آنے والے موعود کی مندرجہ ذیل علامات بیان کی گئی ہیں:

☆......پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہوگا۔

☆......دوسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہوگا

☆......تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہوگا

☆......چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہوگا

☆......پانچویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہوگا

☆......چھٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب شکوہ ہوگا

☆......ساتویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب عظمت ہوگا

☆......آٹھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب دولت ہوگا

☆......نویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ مسیحی نفس ہوگا۔

☆......دسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

☆......گیارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا

☆......بارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہوگا۔

☆......تیرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہوگا

☆......چودھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہوگا

☆......پندرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا

☆......سولھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا

☆......سترھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا

☆......اٹھارویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

☆......انیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دوشنبہ کا اس کے ساتھ خاص تعلق ہوگا

☆......بیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فرزند دلبند ہوگا

☆......اکیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہوگا

☆......بائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاوّل ہوگا

☆......تئیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الآخر ہوگا۔

☆......چوبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الحق ہوگا

☆......پچیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر العلا ہوگا۔

☆......چھبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کا مصداق ہوگا۔

☆......ستائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہوگا

☆......اٹھائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

☆......انتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہوگا۔

☆......تیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح ہوگا

☆......اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اس میں اپنی روح ڈالے گا۔

☆......بتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

☆......تینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

☆......چونتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

☆......پینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

☆......چھتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی

☆......سینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا

☆......اڑتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہوگا۔

☆......انتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دور سے آنے والا ہوگا

☆......چالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخرِ رُسل ہوگا۔

☆......اکتابیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی

☆......بیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

☆......تینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسف کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔

☆......چوالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ بشیر الدولہ ہوگا۔

☆......پینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شادی خاں ہوگا

☆......چھیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم کباب ہوگا

☆......سینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

☆......اڑتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

☆......انچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا

☆......پچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہوگا

☆......اکیاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہوگا۔

☆......باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر ثانی ہوگا۔

(''الموعود'' تقریر فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان، بحوالہ انوار العلوم۔ ربوہ: فضل عمر فاؤنڈیشن، جلد ۱۷ صفحہ ۵۲۹۔۵۳۲)

☆☆☆☆

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران ۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصی روڈ ربوہ پاکستان

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA

DIST. BHADRAK, PIN-756111

STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Email: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی

مسرور | شہروز | اسد

BANI ®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:

Late Mian Muhammad Yusuf Bani

(1908-1968)

(ESTABLISHED 1956)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072

BANI AUTOMOTIVES

56, TOPSIA ROAD (SOUTH)

KOLKATA- 700046

BANI DISTRIBUTORS

5, SOOTERKIN STREET

KOLKATA-700072

PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

حضرت مصلح موعودؓ اور خدمت قرآن

(مکرم مولانا محمد عمر صاحب۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد برائے تعلیم القرآن ووقف عارضی)

خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے پسر موعود سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں جو علامات بیان فرمائیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔‘‘

آپ کی سیرت وسوانح بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود آپ کو علوم قرآن سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کے طالب علمی کے زمانہ کے بارے میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ اپنی تصنیف سلسلہ عالیہ احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تعلیم کی عمر کو پہنچے تو آپ کو مقامی مدرسہ میں داخل کرایا گیا گو طالب علمی کے زمانہ میں آپ کو کبھی بھی کتابی تعلیم میں دلچسپی نہیں ہوتی حتیٰ کہ بعض اوقات آپ کے اساتذہ شکایت کے رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کہلا بھیجتے تھے کہ اُنہیں پڑھائی کی طرف توجہ نہیں۔ ایک دفعہ جبکہ آپ کے ریاضی کے اُستاد نے زیادہ اصرار کے ساتھ توجہ دلائی تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ جس حد تک یہ شوق سے پڑھتا ہے تو پڑھنے دو۔ ہمیں ان پڑھائیوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ انٹرنس تک اسی طرح گرتے پڑتے پہنچے۔ اس کے آگے چونکہ سرکاری امتحان تھا اس لئے فیل ہو کر رک گئے اور یہی اب مدرسی تحصیل علم کی حد ہے۔ مگر یہ ایک اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ تقدیر الٰہی کا ایک زبردست کرشمہ تھا کیونکہ جیسا کہ بعد کے واقعات نے بتایا، خدا خود آپ کا معلم بننا چاہتا تھا۔

(سلسلہ عالیہ احمدیہ صفحہ ۳۳۸)

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے زمانہ میں ہی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے علم وفضل سے ایسا مقام حاصل کر لیا تھا کہ جماعت کے ہر مخلص فرد کی نظر شکر وامتناں، کے جذبات کے ساتھ آپ کی طرف اُٹھتی تھی اور حضرت خلیفہ اوّل بھی آپ کو انتہائی محبت واکرام کی نظر سے دیکھتے تھے اور آپ پر از حد خوش تھے۔ چنانچہ اپنی بیماری وغیرہ کے ایام میں ہمیشہ آپ ہی کو اپنی جگہ امام الصلوۃ مقرر فرماتے تھے اور بسا اوقات اپنی پبلک تقریروں میں آپ کے جذبۂ اطاعت اور جذبۂ خدمت میں اور علمی قابلیت کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور کئی دفعہ اشارہ کنایہ سے اس بات کا بھی اظہار فرمایا کہ میرے بعد یہی خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ ایک خطبہ میں فرمایا: ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ بائیس سال کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کیلئے کہی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مندرجہ بدر ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء سلسلہ عالیہ احمدیہ صفحہ ۳۴۱-۳۴۲)

الغرض آپ کا طالب علمی کا زمانہ مختلف عوارض میں گزر رہا تھا۔ ایسے پس منظر میں مستقبل میں آپ سے جو خدمت قرآن کا عظیم الشان کام ہوا اس کی مثال خود آپ ہے۔

آپؓ کو خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے قرآن مجید کے علوم سکھائے چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کیلئے بھجوایا اور مجھے قرآن مجید کے اُن مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا، وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی و یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردے پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اُس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردے پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔‘‘

(الموعود صفحہ ۱۱-۱۲)

اسی طرح آپؓ نے ساری دنیا کے دانشوروں کو مخاطب کر کے یہ چیلنج دیا کہ

’’قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اُس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو میرے سامنے آئے اور اگر کوئی تورات کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور اگر کوئی انجیل کا پیرو ہو تو وہ میرے سامنے آئے اور قرآن کا کوئی استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں استعارہ سمجھوں پھر میں اُس کا حل قرآن کریم سے ہی پیش نہ کروں تو وہ بے شک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے لیکن اگر پیش کروں تو اُسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۵ صفحہ ۹۵-۹۶)

اسی طرح آپؓ نے اپنے مخالفوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’آئیں! بالمقابل بیٹھ کر قرآن کریم کی کسی آیت یا رکوع کی تفسیر کریں اور دیکھیں کہ کون ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ حقائق ومعارف کے دریا بہا دیتا ہے اور کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ علوم کے سمندر عطا کرتا ہے۔ میں تو اُن کے نزدیک جاہل ہوں، کم علم ہوں، بچہ ہوں، خوش آمدیوں میں گھیرا ہوا ہوں، ناتجربہ کار ہوں پھر مجھ سے ان کا مقابلہ کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ وہ کیوں مرد میدان بن کر خدا تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ فیصلہ نہیں کرتے۔ اور کیوں گیدڑوں اور لومڑیوں کی طرح چھپ چھپ کر حملہ کرتے ہیں۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء)

ایک موقعہ پر آپؓ نے مختلف ماہرین علوم کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ میں اللہ کے فضل سے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اُس کے اعتراض کا رد ہو گیا۔ اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کا جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراض کو رد کر کے دکھلا دوں گا‘‘۔

(الفضل ۸ فروری ۱۹۵۸ء)

خلافت احمدیہ کے بابرکت اور مصروف ترین منصب پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی خدمت قرآن کے بارے میں تاریخ احمدیت جلد پنجم میں مرقوم ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے درس وتدریس سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضور کو ناسازی طبع کے باوجود بہت محنت اور مشقت کرنی پڑتی۔ درس القرآن کو علمی وتحقیقی پہلو سے مکمل کرنے کیلئے حضورؓ گرمی کے تکلیف دہ موسم میں رات کے بارہ بارہ بجے تک کتب کا مطالعہ کر کے نوٹ تیار کرنے میں مصروف رہتے اور دن میں سلسلہ کے اہم اور ضروری معاملات کی سرانجام دہی کے علاوہ روزانہ چار پانچ گھنٹے تک سینکڑوں کے اجتماع میں بلند آواز سے درس دیتے۔ اور جس قدر وقت میسر آسکا اُسے کلام الٰہی پر غور کرنے اور اُس کے حقائق ومعارف بیان کرنے میں مصروف رہتے۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۹)

حضرت مصلح موعودؓ نے درس وتدریس کا جو بابرکت سلسلہ جاری فرمایا بعد میں اُسے یکجائی طور پر تفسیر کبیر کے نام سے جو دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے شائع فرمایا۔ علاوہ ازیں حضرت مصلح موعودؓ نے اردو زبان میں قرآن مجید کا نہایت سلیس، سادہ اور بامحاورہ ترجمہ تفسیر صغیر کے نام سے شائع فرمایا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے قرآنی علوم کا اعتراف آج بھی دانشوروں کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں خدمت قرآن کا جو بیڑہ اُٹھایا ہے اس کی ایک دنیا معترف ہے۔

چنانچہ مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مدیر صدق جدید قمطراز ہے ہیں:’’قرآن وعلوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں کوششیں انہوں نے (حضرت مصلح موعودؓ نے) سرگرمی اور اولو العزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ اللہ ان کا صلہ انہیں دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین اور ترجمانی وہ کر گئے ہیں، اس کا بھی ایک بلند وممتاز مرتبہ ہے۔‘‘

(صدق جدید ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

اسی طرح علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر نگار نے جو اپنے وقت کے مانے ہوئے عالم تھے حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر سے متاثر ہو کر فرمایا:۔

’’تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اُسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا۔ اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے۔ جس میں عقل ونقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر وفراست، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا۔ کاش! کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ھود کی تفسیر میں حضرت لوط پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک اٹھا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا آپ نے ھؤلاء بناتی کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کو داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے۔‘‘

(الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء)

نہ صرف یہ بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شدید مخالفوں نے بھی آپ کی خدمت قرآن کا اعتراف کیا ہے چنانچہ ایڈیٹر اخبار زمیندار لکھتے ہیں:۔

’’احراریو! کان کھول کر سنو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے، قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے؟ تم میں سے کوئی ہے جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے۔ تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔‘‘

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶)

مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۷ء کو لاہور میں شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک پر معارف تقریر فرمائی جس کے اختتام پر صدر جلسہ علامہ محمد اقبال نے اپنی

(باقی صفحہ 25 پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کا جذبہ تبلیغ

(مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم، ناظر دعوت الی اللہ بھارت)

آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب مسلمان اسلامی تعلیمات کو بھلا بیٹھیں گے تو ساتھ ہی آپ نے اسلامی تعلیمات کو اُس کی اصلی صورت میں زندہ اور قائم کرنے والے ایک امام مہدی کے آنے کی پیشگوئی بھی فرمائی۔ جو کوئی نیا دین نہیں لائیں گے بلکہ دین اسلام کو ہی لوگوں کے دلوں میں قائم کریں گے جس کا ذکر احادیث میں ان الفاظ میں آتا ہے کہ یحی الدین ویقیم الشریعۃ کہ آنے والے مہدیؑ دین اسلام کا احیاء کریں گے اور قرآن مجید کی تعلیم کو قائم کریں گے۔

چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے احیاء دین کیلئے جس تڑپ کا اظہار فرمایا وہ حضورؑ کے اپنے الفاظ میں قارئین کے سامنے رکھنا زیادہ موزوں ہوگا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور پھر اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۹۱)

چنانچہ اس تڑک کو لئے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے ہوشیار پور میں چلہ کشی کے دوران محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور غلبہ اسلام کیلئے اپنے مولیٰ کریم کے حضور جو متضرعانہ دعائیں کیں اُسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشتے ہوئے آپ کو ایک پسر موعود کی خوشخبری سے نوازا اور اس سلسلہ میں فرمایا کہ تا دنیا اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

گویا اُس پسر موعود کے ذریعہ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ پس یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے اس پسر موعود یعنی سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا اور ہر وقت آپ کو اس بات کی فکر دامنگیر رہتی تھی کہ کس طرح اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے ہر انسان تک پہنچ جائے۔ چنانچہ آپ نے دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کو بڑی تڑپ کے ساتھ توجہ دلائی کہ ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ سال میں کم از کم ایک احمدی بنائے گا اس طرح ایک سال کے اندر اندر جماعت کا دوگنا ہو جانا معمولی بات ہے...... یہ عہد جتنے لوگ کرسکیں کریں اور اپنے نام لکھا دیں کہ وہ اپنی حیثیت کا کم از کم ایک آدمی احمدی بنائیں گے۔

فرمایا: شرط یہ ہے کہ اپنے اور اپنے طبقہ کے لوگوں کو احمدی بنائیں زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں، وکیل وکیلوں کو، ڈاکٹر ڈاکٹروں کو، انجینئر انجینئروں کو بلیڈر بلیڈروں کو اس طرح چند سالوں میں ایسا عظیم الشان تغیر بپا کیا جا سکتا ہے کہ طوفان نوح بھی اس کے سامنے مات ہو جائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ فروری ۱۹۲۹ء الفضل قادیان مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا خود اپنا جذبہ تبلیغ بچپن سے ہی ایک جوش دکھانے والے سمندر کی طرح تھا۔ تاریخ احمدیت میں یہ واقعہ سنہرے حروف سے درج ہے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی تو آپ ابھی بچے ہی تھے اپنے والد کے جسد اطہر کے پاس کھڑے ہو کر عہد کیا کہ اگر ساری دنیا بھی آپ کا ساتھ چھوڑ دے جو مشن آپ لیکر آئے ہیں اُس کی تکمیل کیلئے میں اکیلا ہی کمر بستہ رہوں گا اور نہیں دم لوں گا کہ اس وقت تک جب تک کہ آپ کے اس مشن کو سرے نہ چڑھا لوں۔ چنانچہ اس جذبہ کو جماعت کے ہر فرد میں پیدا کرنے کا آپؓ نے عزم فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے جذبہ تبلیغ جو بچپن سے ہی آپ کے قلبِ صافی میں موجزن تھا، کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جہاں تک میں نے غور کیا ہے، میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس کا جوش پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں"

(منصب خلافت بحوالہ انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۵۔۳۶)

حضرت المصلح الموعودؓ نے اس سلسلہ میں جو تفصیلی ارشادات فرمائے ہیں خاکسار مناسب سمجھتا ہے کہ حضورؓ کے اپنے الفاظ میں قارئین کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سچی تڑپ کے ساتھ میدان تبلیغ میں کود جانے کی توفیق بخشے۔

"پس میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری جماعت اس بات کو سمجھے اور خوب یاد رکھے۔ یاد رکھنا کیا میں تو یہی کہوں گا کہ سن لے اور سمجھ لے کیونکہ یاد تو وہی بات رکھی جاتی ہے جو سن اور سمجھ لی جائے۔ مگر یہ بات تو ایسی ہے جسے ابھی بہتوں نے سنا ہی نہیں اور اگر سنا ہے تو سمجھا ہی نہیں۔ پس میں یہی نہیں کہتا کہ اس بات کو یاد رکھو۔ کیونکہ بہت کم ہیں جنہیں یاد رکھنے کیلئے کہا جا سکتا ہے اور بہت ایسے ہیں جنہوں نے سنا ہی نہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں وہ سنیں اور جنہوں نے سنا ہے۔ وہ یاد رکھیں۔ اور جنہوں نے یاد کر کے بھلا دیا ہے وہ یاد کریں۔ اور یاد رکھیں کہ تبلیغ اور سچے سلسلہ کی اشاعت مولویوں کے ذریعہ نہیں ہوا کرتی۔ مولویوں کا اور کام ہوا کرتا ہے۔ ان کی مثال خزانچی کی سی ہوتی ہے۔ اور ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ ہتھیاروں اور دوسرے سامان کو جمع کریں اور اس کی حفاظت کریں وہ افسر، لیڈر اور خزانچی کا کام دے سکتے ہیں۔ نہ یہ کہ تمام فوج ان سے بھرتی کی جائے۔

جس طرح کوئی فوج ایسی نہیں ہوتی کہ جس میں تمام افسر ہی افسر ہوں اور وہ دشمن سے لڑ کر فتح پائیں۔ اسی طرح کوئی سلسلہ ترقی نہیں کرسکتا۔ جس کا سارا کام صرف علماء کے سپرد ہو۔ اور شریعت نے تبلیغ کا کام صرف علماء ہی کے سپرد نہیں کیا بلکہ کہا کہ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

(ال عمران: ۱۱۱)

اس میں سب کو مخاطب کیا گیا ہے اور یہ نہیں کہا کہ صرف علماء لوگوں کو تبلیغ کرنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ تم سب دُنیا کے فائدہ کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔

پس ہر ایک دو شخص جو اسلام قبول کرتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ ہر ایک وہ شخص جو احمدیت قبول کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ تبلیغ کرے۔ کیونکہ کوئی سلسلہ ترقی نہیں کرتا جب تک اس کی تبلیغی کوشش کا انحصار صرف علماء پر ہو۔ علماء کا کام ہی اور ہے اور وہ افسروں اور راہ نماؤں کا کام دے سکتے ہیں۔

جس طرح افسر فوجی سپاہیوں کا سارا کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ اسی طرح علماء بھی تبلیغ کا سارا کام نہیں کر سکتے۔ ان کیلئے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو انکی نگہداشت میں کام کریں اور ان سے تربیت حاصل کر کے خود عمل کریں کیونکہ دوسرے لوگوں کو عوام کے ساتھ ملنے کے مواقع ملتے رہتے ہیں۔ اور اس میل جول سے جس قدر ان کو لوگوں کی طبائع کی واقفیت ہوتی ہے، اتنی علماء کو نہیں ہوتی کیونکہ عوام علماء سے نہیں ملتے اور نہ ملنا چاہتے ہیں۔ دیکھو عام لوگ عیسائیوں سے ملتے اور باتیں کرتے ہیں کیونکہ ان سے نڈر ہوتے ہیں۔ اور علماء کے متعلق سمجھتے ہیں کہ اگر ہم انکے پاس گئے تو شکار ہو جائیں گے لیکن اگر ہماری جماعت کے عام لوگ اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرلیں کہ ملنے والوں کو پکڑ سکیں تو جو شخص ان سے ملے گا وہ شکار ہو جائے گا۔

پس صرف علماء پر تبلیغ کا دارومدار رکھنا درست نہیں اور اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ایسے محدود اور تنگ حلقہ میں تبلیغ کو محصور کر دیا جائے کہ جس سے نکل ہی نہ سکے کیونکہ کوئی بڑا ہی شوقین، جوش والا اور تیز طبع رکھنے والا ہو۔ تو علماء کے پاس آنے کی جرأت کرے گا۔ ورنہ جب عوام کو معلوم ہو کہ یہ علماء ہیں تو کہیں گے کہ ہم مولوی ثناء اللہ کو لائیں گے تب باتیں سنیں گے۔ تو علماء کا کام لیڈری اور راہ نمائی ہے اور یہ کام کہ عوام کے اندر گھس کر ان کو تبلیغ کریں، عام لوگوں کا ہے۔ وہی ان کے اندر جا کر ڈائنا میٹ کا کام دے سکتے ہیں۔ جس طرح عمارت کے نیچے بارود رکھ کر آگ دینے سے وہ اڑ جاتی ہے۔ اسی طرح عوام لوگوں کے اندر گھس کر کام دے سکتے ہیں۔ اس لئے ہماری جماعت کے ہر ایک شخص کو اس طرف متوجہ ہونا چاہئے اور تبلیغ میں لگ جانا چاہئے۔

پھر یہ خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ تبلیغ صرف دلائل سے نہیں ہوتی۔ تبلیغ اخلاق، محبت، پیار اور اُلفت سے ہوتی ہے۔ جس کے دل میں کسی کا درد ہوتا ہے۔ اس کی طرف وہ خود بخود کھینچا چلا آتا ہے۔ تم اس طریق کو بدل دو جو بحث مباحثہ کا ہے۔ اس طرز عمل کو بدل دو کہ وفاتِ مسیح کی دلیل کا جواب جب کوئی نہ دے سکے تو اس پر قہقہہ لگایا جائے کہ چپ ہو گیا ہے۔ تم اس طریق پر عمل کرو کہ تمہیں ہارنا منظور ہو مگر تمہاری باتوں میں ہمدردی اور اخلاص پایا جائے۔ یہ طریق ہے کامیابی حاصل کرنے کا۔ وہ شخص جو بحث اس لئے کرتا ہے کہ مجلس میں اپنا رنگ جمائے۔ اس کی باتوں کا اثر صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ لوگ ہنس دیتے ہیں مگر وہ جو اس لئے بحث کرتا ہے کہ لوگ ہدایت پائیں۔ اس کی باتوں کا اثر گہرا ہوتا ہے۔

مگر بہت لوگ ایسے ہیں جو بحث بحث کیلئے کرتے ہیں اور یہ بات مدنظر رکھ کر دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں کہ انہیں ایسے دلائل معلوم ہیں جن سے مخالف کو چپ کرا دیں اور لوگوں میں بتائیں کہ وہ کیسا کمزور اور بے علم ہے حالانکہ صداقت کے پہنچانے اور ہدایت کی طرف لانے کا یہ ذریعہ نہیں ہے۔

بعض اوقات کسی شریر کے مقابلہ میں یہ ذریعہ بھی استعمال کرنا پڑتا ہے جب کہ وہ عوام پر اس طرح اثر ڈالنا چاہتا ہو کہ میں بڑا عالم ہوں اور میرا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا، لیکن عوام کیلئے یہ طرز عمل مفید نہیں ہوسکتا۔ ان کے لئے یہی ہے کہ محبت اخلاص اور ہمدردی سے انہیں سمجھایا جائے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی اثر کر جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک آدمی تو بڑا تغیر پیدا کر دیتا ہے اور دوسرا ایسا ہوتا ہے کہ اپنے پاس رہنے والوں کو بھی متاثر نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اس کے دل میں وہ جوش وہ تڑپ وہ ہمدردی وہ اخلاص نہیں ہوتا۔ جو دوسرے کے دل میں ہوتا ہے۔

تو خالی دلائل سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ جب تک اپنے اندر محبت۔ اخلاص سوز اور گداز نہ ہو۔ یہ اپنے اندر پیدا کرو۔ ان کے پیدا ہونے پر خود بخود تمہاری باتوں کا لوگوں پر اثر ہوگا اور اگر تم منہ سے نہ بھی بولو گے تو بھی تمہارے قلب کا اثر کام کرتا رہے گا۔ صلحاء اور اولیاء کی مجلسوں میں بیٹھنے کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس کیلئے ان کے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کے سانس لینے، ان کے دیکھنے اور ان کے چھونے میں بڑا اثر ہوتا

(باقی صفحہ 25 پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ

نظام جماعت کا استحکام

(مکرم محمد ایوب صاحب ساجد نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان)

یہ فتوحاتِ نمایاں، یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مکاروں کا کار
(درثمین)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، علم، طاقت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن ان کے ہوتے ہوئے بھی یہ انسان نہایت ہی عاجز اور ناتواں ہے۔ انسان کا علم اس کی عقل اس کی طاقت بہت ہی محدود ہے۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور یہودی مذہب ترقی پذیر رہا جب تک کہ ان کی راہنمائی کے لئے خدا تعالیٰ کے مرسل مبعوث ہوتے رہے لیکن آخر وہ رفتہ رفتہ اتنے تنزل کا شکار ہوئے کہ بندروں سے بھی بدتر ہو گئے۔

قرآن پاک سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جس نے عربوں کی دینی و دنیاوی زندگی میں چار چاند لگا دئے۔ شعب ابی طالب میں محصور فاقہ کرنے والے صحابہ کبار قرآن پاک کی برکتوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم سے ملکوں کے گورنر بن گئے اور وہ دولتوں کے خزانے تقسیم کرتے دیکھے گئے

حسب وعدہ نبوت کے بعد خلافت راشدہ کے دَور میں بھی اسلام ترقی پذیر رہا لیکن جب خدائی راہنمائی منقطع ہوئی وہی قرآن وہی نظام وہی اصول وہی عبادت، وہی تعلیم، وہی اوامر و نواہی، لیکن اس کے باوجود مسلمان اس قدر تنزل کا شکار ہوئے کہ یہود میں اور مسلمانوں میں پہچان کرنا مشکل ہو گیا۔ اس زاویہ سے جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان طبعًا و فطرۃً اس امر کا محتاج ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں وہ تبھی صحیح نشو و نما پاسکتا ہے جب کہ اس کو خدائے تعالیٰ کے برگزیدوں، ماموروں کے ذریعہ سے ہدایت حاصل ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں ماموروں کو وحی عطا فرماتا ہے لہذا ماموروں کی راہنمائی میں اس پاک وحی کا نور ہوتا ہے جس سے انسان ترقیات کے منازل پاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری زمانہ میں غلبہ اسلام بَرا َدیانِ باطلہ کی بشارت سے نوازا تھا۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عظیم کام کے انجام دہی کے لئے چُنا۔ سنت انبیاء کے تحت ابھی وہ ذکر و اذکار میں ہی مصروف تھے، مسجد کے ایک کونے میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی گمنامی کی حالت میں جبکہ کوئی شخص بھی آپ پر ایمان نہیں لایا تھا آپ کو الہامًا بتایا:

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘ (الحکم جلد 2 نمبر 24 صفحہ 14)

’’میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ 635)

ان الہامات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں آپ کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نامِ مبارک دنیا میں اس قدر مشہور ہوگا اور عزت پائے گا کہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں اور اربوں مخلوق دنیا کے مختلف حصوں میں آباد شب و روز آپ پر اور آپ کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں مصروف ہوں گے۔ اَللّٰھُم صَلِّ علی محمد وعلی عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم انک حمید مجید۔

غلبہ اسلام کی اس تخم ریزی کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس تخم ریزی سے لہلہاتے ہوئے باغ پیدا کرنے کے لئے آپ کو کثرت سے ایک عظیم بیٹے کی بشارت سے نوازا۔

احادیث میں جہاں کہ یُحیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ مسیح موعود کے حق میں آتا ہے وہاں پر یہ بھی ہمیں ملتا ہے کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کہ مسیح موعود شادی کریگا اور اس کے ہاں اس کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اولاد ہوگی جو اس عظیم ذمہ داریوں کو انجام دے گی۔

بشیر اول کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آگاہ فرمادیا کہ:

’’اب قریب مدت میں آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔‘‘ (اشتہار دہم جولائی 1886)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے موعود فرزند ارجمند کا نام محمود احمد رکھ کر یہ اعلان فرمادیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لخت جگر جواب پیدا ہوگا اپنے تمام کاموں کے لحاظ سے قابل حمد وجود ہوگا اور محمود کی اضافت کو احمد کی طرف کرکے یہ واضح کردیا کہ یہ وہی موعود فرزند ارجمند ہے جس کی بشارت خود حضرت رسول اکرم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے مبارک الفاظ میں فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو فخر رسل قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زباں پر یہ شعر جاری ہوا۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدۂ ز رہ دُور آمدۂ

پس اس کلام الٰہی میں آپ کو فخر رسل قرار دیا گیا اور فخر رسل نے اپنی آئندہ زندگی میں اسلام احمدیت کی خاطر بہت زبردست کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جہاں صدہا کتب ہزاروں خطابات و خطبات و دینی مجالس منعقد کر کے، دور دراز ملکوں میں تبلیغی سفیر بھجوا کر آپ نے اعلائے کلمۃ اللہ کی خدمت کو بجالایا وہاں آپ نے جماعت احمدیہ کے کام اور افراد کا بڑے ہی حکمت اور دانائی سے ایک تنظیمی ڈھانچہ تشکیل دیا جس سے پوری جماعت ایک لڑی میں پروئی گئی۔

قوائد صدر انجمن احمدیہ قادیان رسالہ الوصیت کے منشاء کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے بنائے گئے ترمیم کردہ مجلس معتمدین باجلاس 8 نومبر 1906ء سے پایا جاتا ہے کہ ’’تمام انجمن ہائے احمدیہ کی ایک سالانہ کانفرنس بمقام قادیان دارالامان ہوگی جس میں اراکین مجلس معتمدین کے علاوہ ہر ایک انجمن احمدیہ کے سیکرٹری اور پریزیڈنٹ بھی شامل ہونگے۔ یا جس صورت میں سیکرٹری یا پریزیڈنٹ نہ آسکے تو ایک یا دونوں کی بجائے انجمن کو اختیار ہوگا کہ ڈیلیگیٹ بھیج دے جو اس انجمن کے قائمقام سمجھے جائیں۔‘‘ (بحوالہ قاعدہ نمبر:19)

کانفرنس انجمن ہائے احمدیہ بجٹ منظور کردہ مجلس ناظم اور سالانہ رپورٹ پر غور اور بحث کرے گی۔ اور کانفرنس میں بجٹ پاس ہونے کے بعد مجلس معتمدین میں پیش ہوگی۔ (قاعدہ نمبر:20)

نظام جماعت کے نام پر یہ صرف اسی قدر تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عہد مبارک میں یہ کانفرنس جلسہ سالانہ کے موقع پر ہوا کرتی تھی۔ سیدنا حضرت فضل عمرؓ کے زمانہ میں اس کانفرنس کا نام مجلس مشاورت رکھا گیا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ کے عہد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے نظام جماعت کو مستحکم فرمایا چنانچہ سلسلہ کے کاموں کو عمدگی اور سہولت سے چلانے کے لئے درج ذیل نظارتیں آپ نے قائم فرمائیں۔

نظارت ہائے اعلیٰ، دعوۃ و تبلیغ، تعلیم و تربیت، تالیف و تصنیف، امور عامہ، امور عامہ خارجہ، دارالقضا، ضیافت، بیت المال، تحریک جدید۔ یہ تمام صیغے مستقل نوعیت رکھتے ہیں۔ آپؓ نے ایسا مضبوط و مستحکم نظام جماعت کو دیا کہ اس سے جماعت کو ایک خاص مضبوطی عطا ہوئی۔

قواعد اساسی (بائی لاز) صدر انجمن احمدیہ:

جو بمنظوری حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیشن 492 مورخہ 21.12.35 میں پیش ہو کر بصورت ذیل ترمیم ہوئے:

نام انجمن:

سلسلہ احمدیہ کی ایک مرکزی انجمن ہوگی جس کا نام صدر انجمن احمدیہ ہوگا۔ اس انجمن کا صدر مقام قادیان ہوگا۔ (زیر ریزولیشن 52/3.8.47)

اس میں یہ ترمیم ہوئی کہ ’’خاص حالات کے ماتحت زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یا حضور کے کسی نامزد کردہ نائب کی ہدایت پر اس انجمن کے دفاتر کسی اور جگہ بھی کام کرسکیں گے۔‘‘

اغراض صدر انجمن احمدیہ قادیان:

تمام وہ کام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دینی دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پہلے سے اس مجلس کے سپرد ہیں یا حضور کے خلفائے کرام کی طرف سے سپرد کئے جاچکے ہیں یا آئندہ کئے جائیں۔

اراکین صدر انجمن احمدیہ:

1. تمام صیغہ جات سلسلہ کے ناظران۔
2. تمام ایسے اصحاب جن کو خلیفہ وقت کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا زائد ممبر مقرر کیا جائے اس مجلس کے اراکین ہونگے۔
3. خلیفۂ وقت کی ہدایت کے ماتحت ممبران صدر انجمن احمدیہ کا تقرر و علیحدگی عمل میں آیا کرتی ہے۔

ناظر اعلیٰ:

ناظر اعلیٰ سے مراد وہ ناظر ہے جس کے سپرد صدر انجمن احمدیہ کے تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہوا کرتی ہے۔ اور وہ خلیفۂ وقت اور صدر انجمن احمدیہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ ناظران کے فرائض و اختیارات وقتاً فوقتاً خلیفۂ وقت کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں۔ اسی طرح صدر انجمن احمدیہ کے فرائض وہی ہوتے ہیں جو خلیفۃ المسیح کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی مقامی انجمنیں قائم ہوں ان کی نگرانی صدر انجمن احمدیہ کے ہی ذمہ ہے۔

نظارت عُلیا:

صدر انجمن احمدیہ کے مختلف صیغہ جات کے کام کی نگرانی اور ان میں یکجہتی اور تعاون پیدا کرنے کے لئے یہ نظارت ہے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ:

سلسلہ کے تبلیغی فرائض ادا کرنے کے لئے یہ

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز — چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ — فون 047-6213649

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

کاشف جیولرز — گولبازار ربوہ — 047-6215747

نظارت قائم فرمائی۔ نظارت دعوۃ وتبلیغ کا یہ کام ہے کہ جہاں تک ممکن ہو یعنی اپنی انتہائی طاقت کے ساتھ تمام اکناف عالم میں بصورت احسن اسلام کی تبلیغ کو پہنچانے کا انتظام کرے۔ اس کا فرض ہے کہ تبلیغ کے بہترین ذرائع تلاش کرے اور ان سے کام لے۔

نوٹ : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس نظارت کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک کا نام نظارت اصلاح وارشاد اور دوسری کا نظارت دعوت الی اللہ تجویز فرمایا۔

نظارت تعلیم

سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ تعلیم ادا کرنے کے لئے اس نظارت کو قائم فرمایا۔ صدر انجمن احمدیہ کی تمام درسگاہیں اور ہوسٹل مقامی و بیرونی اس نظارت کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کی عام تعلیم اور علمی تربیت کا انتظام بھی اسی نظارت کے سپرد ہوتا ہے۔

نظارت بیت المال :

سلسلہ احمدیہ کے فرائض درباہ تشخیص چندہ جات وتحصیل اموال و دیگر متعلقہ امور کے ادا کرنے کے لئے اس نظارت کو مقرر فرمایا۔ ہر قسم کے چندوں اور دیگر آمدنیوں کی تشخیص اور تحصیل اور تحریک اور صدر انجمن احمدیہ کی ہر قسم کی آمدنی کا انتظام کرنا اس نظارت کے سپرد فرمایا۔ نیز اس نظارت کے فرائض میں یہ بھی شامل فرمایا کہ صدر انجمن احمدیہ کی کل مالی ضروریات کے پورا کرنے کی تدابیر اختیار کرے۔

نظارت تالیف و تصنیف :

سلسلہ احمدیہ کے فرائض تالیف وتصنیف کے ادا کرنے کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ اس نظارت کے فرائض میں درج ذیل امور مقرر فرمائے اسلام احمدیت کی تائید میں کتب و رسالہ جات وغیرہ تصنیف کرنا۔ اور کرانا اخباروں اور رسالوں میں مناسب مضامین شائع کرنا اور کرانا۔ ضرورت سلسلہ کے واسطے ایک مکمل لائبریری کا بہم پہنچانا اور اس کا انتظام کرنا۔ علمی تحقیق کرنا یا کرانا اور اس تحقیق کو شائع کرنا یا کرانا۔

نظارت قضاء :

سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ قضاء و فیصلہ تنازعات کی ادائیگی کے لئے اس نظارت کو قائم فرمایا احمدیوں کے تنازعات کے فیصلہ کے لئے مناسب انتظام کرنا اس نظارت کے فرائض میں شامل فرمایا۔

نظارت امور عامہ :

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فرائض دربارہ سیاست اندرونی ومتفرق امور کی ادائیگی کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ اس نظارت کے فرائض میں یہ بات شامل فرمائی کہ جماعت کی دنیاوی ترقی کے لئے ایسے ذرائع کا سوچنا جو اس کی انفرادی اور اجتماعی حالت کے لئے مفید ہوں۔

نظارت امور عامہ خارجہ :

سلسلہ کے فرائض درباہ تعلقات خارجہ کی ادائیگی کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا ملکی حکومت اور غیر احمدی اور غیر مسلم انجمنوں اور مخلوط مجلسوں اور ریاستوں وغیرہ کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کے مفاد کے ماتحت سیاسی تعلقات رکھنا اس نظارت کے فرائض میں سے ہے۔

نظارت ضیافت :

سلسلہ کے فرائض دربارہ انتظام مہمانان کی ادائیگی کیلئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ سلسلہ کے مہمانوں کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام اس کے تحت کیا جاتا ہے۔

تحریک جدید :

بیرونی ممالک میں تبلیغ کے کام کو وسیع پیمانے پر چلانے کے لئے 1934ء میں انجمن تحریک جدید صدر انجمن احمدیہ سے الگ ایک انجمن کا قیام فرمایا۔ اس تحریک کے نتیجہ میں بفضل ایزدی یورپ، ایشیا، افریقہ اور امریکہ کے مختلف ممالک اور جزائر میں نئے تبلیغی مشن قائم ہوئے۔ سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے اور کثرت کے ساتھ اسلامی لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا اور لاکھوں افراد اسلام کے نُور سے منور ہوئے۔

انجمن وقف جدید :

اندرون ملک دیہاتی علاقوں میں تبلیغ کے کام کو مؤثر رنگ میں چلانے کے لئے 1957ء میں انجمن وقف جدید کا اجراء فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا دائرہ وسیع فرما کر پوری دنیا میں اس کو نافذ فرمایا جبکہ اس سے قبل اس کا تعلق ہندوستان سے تھا۔

ذیلی تنظیمیں :

جماعت میں قوتِ عمل کو بیدار رکھنے کے لئے آپ نے جماعت میں ذیلی تنظیمیں یعنی انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم فرمائیں تاکہ مرد اور عورتیں بچے اور جوان اپنے اپنے رنگ میں آزادانہ طور پر تعلیم و تربیت کا کام جاری رکھ سکیں اور نئی نسل میں قیادت کی صلاحیتیں اجاگر ہوں۔ ان تنظیموں کو قائم فرما کر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔

ان ذیلی تنظیموں کے عہدیداران مرکز میں ہوتے تھے اور ایک مہتمم ہوتا تھا جو کہ باہر کی جماعتوں کے انصار، خدام، اطفال، لجنہ اور ناصرات کی نگرانی کرتا تھا۔ لیکن 3 نومبر 1989ء کو خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالمگیر سطح پر ان تنظیموں کو وسیع فرماتے ہوئے اعلان فرمایا:

''......آج سے اس خطبہ جمعہ کے ذریعہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے تمام ممالک کی ذیلی مجالس کے اسی طرح صدران ہوں گے جس طرح پاکستان کی ذیلی مجالس کے صدران ہیں اور وہ اسی طرح براہِ راست خلیفہ وقت کو اپنی رپورٹیں بھجوائیں گے جس طرح پاکستان کے صدران اپنی رپورٹیں بھجواتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 نومبر 1989ء)

حضور رحمہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ نے مجالس کا دستور انگریزی زبان میں شائع فرمایا اور دنیا بھر میں فوری طور پر اس پر عمل شروع ہوا۔ اس دستور کے مطابق ہر ملک میں نظام کو مستحکم فرمایا۔

مجلس انصار اللہ :

مجلس عاملہ انصار اللہ ملکی

مجلس عاملہ علاقائی/ضلعی

مجلس عاملہ مقامی

مجلس عاملہ حلقہ

مجلس انصار اللہ عاملہ ملکی کے درج ذیل عہدیداران مقرر فرمائے۔

صدر	ملکی
نائب صدر اوّل	//
نائب صدر صف دوئم	//
نائب صدران	//
قائد عمومی	//
قائد تعلیم	//
قائد تربیت	//
قائد ایثار	//
قائد اصلاح وارشاد	//
قائد ذہانت وصحت جسمانی	//
قائد وقف جدید	//
قائد تحریک جدید	//
قائد تجنید	//
قائد اشاعت	//
قائد تعلیم القرآن	//
آڈیٹر	
ناظم علاقہ/ضلع	
زعیم اعلیٰ	
زعیم مقام/حلقہ	

مجلس انصار اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نظام ایک مستقل نظام ہے یہ نظام حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز ہی ہمیشہ اس مجلس کا مرکز ہوگا۔ مجلس انصار اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایسے افراد کی تنظیم ہے جس کی عمر چالیس سال سے زائد ہو۔

اراکین مجلس میں انابت اللہ، اسلامی تعلیم کی ترویج و اشاعت، اصلاح و ارشاد اور خدمت خلق کا شوق، تربیت اولاد اور نظام خلافت کی حفاظت کا جذبہ نیز قومی روح کا پیدا کرنا اس کا کام ہوگا۔ یہ خالصتاً مذہبی مجلس ہے سیاست سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ :

مجلس کا نام خدام الاحمدیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہے۔ ہمیشہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز اس مجلس کا مرکز ہوگا اور یہ مجلس حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر نگرانی اور ان کی ہدایات کے تابع کام کرتی ہے۔

اغراض و مقاصد :

مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین بشمول اطفال الاحمدیہ کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کرنا اور ان میں اللہ تعالیٰ اور حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اسلام وطن اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا۔ اور ان کی ہر قسم کی بہبودی کے سامان کیلئے کوشش کرنا۔

مجلس انصار اللہ کی طرح یہ بھی ایک عالمگیر تنظیم ہے۔

صدر ملکی۔ ملکی مجلس عاملہ

قائد علاقہ

قائد ضلع

قائد مقام

انصار کی طرح اس مجلس کی بھی ملکی مجلس ہوتی ہے جس کے عہدیداران اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح انصار اللہ مجلس کے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ جملہ امور کا نگران ہوتا ہے۔

اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ کی زیر نگرانی کام کرتی ہے۔

سات سال سے پندرہ سال تک کا بچہ طفل میں شمار ہوتا ہے۔ پندرہ سال سے چالیس سال تک کا جوان خادم کہلاتا ہے۔

خدام الاحمدیہ کی بھی ایک مجلس شوریٰ ہوتی ہے اور ملکی سطح پر ایک اجتماع بھی ہوتا ہے۔ ہر تنظیم کا ملکی سطح کا ایک سالانہ اجتماع ہوتا ہے اور سال میں ایک بار مجلس مشاورت بھی بلائی جاتی ہے۔

لجنہ اماء اللہ :

لجنہ اماء اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مستقل نظام ہے جو کہ خلیفہ وقت کی زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ پندرہ سال سے زائد عمر کی ہر خاتون لجنہ کہلاتی ہے اور سات سال سے پندرہ سال تک کی احمدی لڑکیاں ناصرات کہلاتی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کی بھی ملکی سطح کی صدر اور عاملہ اسی طرح ضلع، مقام اور حلقہ کی صدر اور عاملہ ہوتی ہے ان کی بھی مجلس شوریٰ ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ''فخر رسل'' نے جماعت کے افراد کو ایک منظم لڑی میں پرو دیا ہے اور اس طرح کام کرنے کی غرض سے عظیم جماعتی نظام کا قیام فرمایا۔ رہتی دنیا تک آپ کا یہ احسان انسانیت پر رہیگا۔ ☆☆☆

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں۔
یہ تبلیغ وتربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ (ادارہ)

''وہ عُلوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا''

(مکرم مولوی محمد یوسف انور صاحب، استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

جس طرح سرکار دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپؐ کی بعثت سے قبل انبیاء کی پیشگوئیاں بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح موجودہ زمانہ میں بھی ایک نبی کے ظہور کی خبر سابقہ انبیاء کرام وصلحاء عظام دیتے آئے ہیں۔ دراصل یہ تمام خبریں ایک ہی روحانی وجود کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس کو اس زمانے کی اصلاح اور دین اسلام کے احیاء کیلئے خدا کی طرف سے ماموریت کی خلعت پہنائی جانی مقدر تھی۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ زمانہ حاضرہ کیلئے قدیم کتب مقدسہ میں پائی جانے والی پیشگوئیوں کے مصداق اس زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات بابرکات ہے۔ جن کا نزول سارے مذاہب کیلئے ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس نبی کی صداقت ثابت کرنے کیلئے جہاں اور بہت سے نشانات اور معجزات آپ کی تائید میں ظاہر فرمائے ہیں وہاں ایک نشان بڑی خاص شان اور اہمیت کا حامل ہے وہ اس مسیح کی اولاد کے بارے میں بشارات ہیں۔

اولاد کی بشارات: چنانچہ جہاں قدیم نوشتوں میں اس موعود نبی کی بعثت کی خبریں دی گئی ہیں وہاں ان میں اس کی اولاد کے بارے میں بھی خاص خبر دی گئی ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ اس کی اولاد میں ایک ایسے شخص کی پیدائش کی خبر ملتی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت اس موعود کی تائید اور اس کے جاری کردہ سلسلہ کی خدمت اور اس کے مقاصد کی تکمیل کیلئے ہمہ وقت کمربستہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دین کی احیاء اور اصلاح خلق کیلئے کوشش اور جدوجہد کرتا رہے گا۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے چالیس روز متواتر دعاؤں کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس جلیل القدر موعود فرزند کی بشارت سے نوازا جس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔ اس فرزند ارجمند کے متعلق جو پیشگوئی آپ نے بیان فرمائی اُس میں اس موعود بیٹے کی متعدد صفات بیان کی گئیں ہیں۔ جن میں ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ: ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''

حضرت مصلح موعودؓ کی تعلیم:

یہ بات واضح ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی صحت بچپن سے ہی خراب رہتی تھی اور تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتے تھے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ آپ کا مرّوجہ سکول کی تعلیم حاصل کرنا خدائی مصلحت کے خلاف تھا۔ ابتداء سے آپ سکول میں تعلیمی لحاظ سے کمزور شمار ہوتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی احساس تھا۔

ایک مرتبہ خود حضرت اقدس علیہ السلام نے حضرت مصلح موعودؓ کی تعلیم کے متعلق حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ (ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان) کو ۱۹۰۵ء میں خط لکھا:۔

''آپ کو معلوم ہے کہ محمود احمد پڑھائی میں بہت کمزور ہے اس لئے میرے نزدیک یہ تجویز مناسب ہے کہ آپ تجویز کریں کہ ایک ہوشیار طالب علم ایک وقت مقرر کر کے اس کو پڑھایا کرے جو کچھ آپ مقرر کریں اس کو ماہ بماہ دے دیا جائے گا''۔

خود حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ حضرت مصلح موعودؓ کی تعلیمی کیفیت کے متعلق لکھتے ہیں:

آپ (میاں محمود صاحب) اسکول میں پڑھتے تھے مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے لیکن ہم پھر بھی اگلی کلاس میں بڑھا دیتے تھے۔ اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند ہیں'' (الفضل ۱۹۳۵ء)

حضرت مصلح موعودؓ کا اعتراف:

آپؓ اپنی صحت کے تعلق سے فرماتے ہیں:

''آنکھوں میں ککرے، جگر کی خرابی عظیم طحال کی شکایت اور پھر اس کے ساتھ بخار کا شروع ہو جانا جو چھ مہینے تک نہ اترنا اور میری پڑھائی کے بارے میں بزرگوں کا یہ فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا چاہے پڑھ لے، اس پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ ان حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہوگا'' (انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۶۷) فرماتے ہیں: ''دنیوی لحاظ سے پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اُوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی تھی۔ میں مڈل میں فیل ہوا مگر گھر کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے پھر مجھے ترقی دے دی گئی۔ آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا تو میری ساری پڑھائی کی حقیقت کھل گئی اور میں صرف عربی اور اُردو میں پاس ہوا اور اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی۔ گویا میری تعلیم کچھ بھی نہیں''

(تفسیر سورہ کوثر۔ تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۷)

لہٰذا آپ کی باقاعدہ تعلیم تو معمولی سی تھی لیکن پیشگوئی مصلح موعودؓ کے حوالہ سے آپؓ فرماتے ہیں:۔

''وہ ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا اور خدا تعالیٰ اُسے آسمان سے اپنے علوم سکھلائے گا اور فرشتے وہ علوم اسے پڑھائیں گے جو دین کے لئے ضروری ہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ میں انگریزی کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود میری ایسی تربیت کی کہ ہر علم میں مجھے ملکہ عطا کیا اور ہر قسم کے علوم سکھائے''

(تقریر لدھیانہ ۱۹۴۴ء)

مطالعہ:

حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف النوع مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے کیلئے وسیع مطالعہ فرمایا ہے۔ ان کتب کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔

تاہم چند کتب کا ذکر کرتا ہوں جن پر حضور نے اپنے ہاتھ سے نوٹ تحریر فرمائے اور جو لائبریری میں موجود ہیں۔

☆کتب علم تفسیر ۱۷۷ علم الکلام ۱۳۶ ☆کتب بزبان انگریزی ۱۶۲) ☆کتب سوشل سائنس ۴۹۰ ☆کتب اہل سنت والجماعت ۱۵۰ ☆ علم حدیث ۱۴۲ ☆ تصوف ۲۰۶ ☆ جغرافیہ ۱۳۵ ☆کتب سلسلہ ۱۲۲۰ ہندو سکھ ۱۵۷ کمیونزم ۷۵ ☆ تاریخ و سوانح ۶۳۰ حوالہ جات انسائیکلوپیڈیا لغات وغیرہ ۱۲۲ ☆ کتب انگریزی لٹریچر ۱۳۳۵ ☆ فقہ ۱۰۱۔ طب یونانی ۸۰ ☆ ہومیو پیتھک ۹۵ ☆ کتب ہیئت و حساب ۵۰ ☆ کتب عیسائیت ۱۸۰ ☆ کتب بدھ مت ۵۰ ☆ فلسفہ و نفسیات ۱۸۰ ☆ بہائیت ۳۵

(ماخوذ از الفضل ۹ مارچ ۱۹۶۶ء)

علمی زندگی کا آغاز: آپؓ کی دنیاوی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی لیکن خدائی وعدوں کے مطابق خدا تعالیٰ نے خاص اپنے دست قدرت سے آپ کی تعلیم و تربیت کی اور اپنے فضل سے ایسے حالات اور سامان پیدا فرمائے کہ آپ اپنے معاملہ سے اپنے علمی دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت ڈالی کہ ہر انسان حیران و ششدر رہ گیا۔

آپ نے ۱۹۰۶ء میں ایک تقریر فرمائی جو بعد میں چشمہ توحید کے نام سے شائع ہوئی۔ آپؓ نے شرک کی تردید میں اس میں زبردست دلائل دیئے جسے پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تشحیذ الاذہان کے آپؓ ایڈیٹر رہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے آپ کے ایک مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت اقدس کے صاحبزادے ہیں پہلے نمبر میں ۱۴ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ جماعت اس کو پڑھے گی۔ میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بین دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے''۔

(ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۰۶ء)

آپؓ کے قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلے کہ بڑے بڑے لوگ آپ کی قابلیت اور فراست کا اعتراف کرنے لگے اور ایسا کیوں نہ ہوتا آپ کے بارہ میں خدائی بشارت تھی کہ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''

آپؓ نے ۱۹۴۴ء میں اذن الٰہی سے جب مصلح موعودؓ ہونے کا دعویٰ کیا تو اپنی تقریر میں فرمایا:۔

''اسی طرف میری رؤیا میں اشارہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ خواب میں میں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں کہ وہ علوم...... اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے''۔ (الفضل ۱۹۴۴ء)

علم تفسیر: بچپن سے ہی آپ کے دل میں اشاعت دین حق اور قرآنی علوم کے حصول کی خواہش موجزن تھی۔ آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا مگر اصل علم تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا آپ نے ایسے ایسے نکات بیان فرمائے کہ سلسلہ کے عالم اور غیر از جماعت احباب بھی دنگ رہ گئے۔

حضرت مصلح موعود کا بیان:

آپؓ فرماتے ہیں:۔

''میں ابھی بچہ ہی تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ گھنٹی بجی ہے اور اس میں ٹن کی آواز پیدا ہوئی ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک تصویر کے فریم کی صورت اختیار کر گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ فریم میں ایک تصویر نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا اور اس نے کہا میں خدا کا فرشتہ ہوں اور تمہیں قرآن کریم کی تفسیر سکھانے کیلئے آیا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ تب اُس نے سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کر دی وہ سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن تک پہنچی تو کہنے لگا آج تک جتنے مفسر گزرے ہیں ان سب نے صرف اس آیت تک تفسیر لکھی ہے۔ لیکن میں تمہیں اس کے آگے بھی تفسیر سکھاتا ہوں چنانچہ اس نے ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر مجھے سکھا دی۔

اس رؤیا کے معنی درحقیقت یہی تھے کہ فہم قرآن کا ملکہ میرے اندر رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ملکہ میرے اندر اس قدر ہے کہ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں اور میں جس مجلس میں چاہوں میں یہ دعویٰ کرنے کیلئے تیار ہوں کہ سورۃ فاتحہ سے ہی میں تمام اسلامی علوم بیان کر سکتا ہوں''۔

(''میں مصلح موعود ہوں'' انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۳۲۵)

علم الکلام: آپؓ نے تقریباً ہر اہم مسئلہ پر قلم اُٹھایا اور جس مسئلہ پر آپ نے بحث فرمائی اس کو کسی پہلو سے بھی تشنہ نہ رہنے دیا۔ اس سلسلہ میں آپ کے مضامین اور کتب اور تقاریر درج ذیل ہیں۔

☆۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت ☆ ہستی باری تعالیٰ۔ تقدیر الٰہی۔ ملائکۃ اللہ۔ حقیقۃ النبوۃ۔ مسئلہ زکوٰۃ۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ۔ نجات (تقریر) نجات بجواب پادری میکلین۔ رسول کریم کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض۔ اعمال صالحہ۔ تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات۔ حق الیقین اور نبوت المسلمین۔ خزینۃ العلوم۔ مجمع البحرین۔ دعوت علماء۔ روحانی علوم۔ انوار خلافت۔ برکات خلافت۔ منصب خلافت۔

خلافت راشدہ۔ خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک۔ خلافت حقہ اسلامیہ۔ احمدیت کا پیغام۔ احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔ تحقیقاتی عدالت میں بیان۔ حقیقۃ الامر۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے عقائد احمدیہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان۔ قادیانی مسئلہ کے جواب۔ سرزمین کابل کا تازہ نشان۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے۔ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔ نظام نو۔ خدائے رحمان نمرا تا ۴۔ ایک غلط بیانی کی تردید۔ اصول احمدیت۔ الموعود۔ انقلاب حقیقی وغیرہ۔

علم تاریخ و سیرت:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا نور فراست عطا فرمایا تھا کہ آپ تاریخ کے مطالعہ کے دوران کسی دور کے حالات و واقعات پڑھ کر فوراً سمجھ جاتے تھے کہ یہ واقعہ غلط ہے اور بہت سی متضاد روایات میں قرائن اور درایت سے صحیح روایت اخذ کر لیتے تھے۔ آپ نے علم تاریخ اور سیرت پر جو کتب تصنیف فرمائی ہیں وہ اپنی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتی ہیں۔

کتب کے نام: اُسوۂ کامل۔ آنحضرت صلعم کی بلند شان۔ اُسوۂ حسنہ۔ ہمارا رسول۔ رسول کریم اور آپ کی تعلیم۔ سیرت خیر الرسل سیرت النبی پر آپ کے مضامین کا مجموعہ۔ نبیوں کا سردار۔ پیارا نبی۔ عہد رسول۔ سیرت مسیح موعودؑ۔ وہی ہمارا کرشن۔ دیباچہ تفسیر القرآن۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ موازنہ مذاہب اور سیرت حضرت رسول کریمؐ پر مشتمل ہیں۔ ان عظیم الشان تصنیف پر کئی متعصب مشرقین بھی آپ کو داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

چنانچہ مشہور عالم اے جے آر بیری نے لکھا:

’’اس کتاب کو علم و فضل کا شاہکار قرار دینا مبالغہ نہ ہوگا‘‘۔

اسی طرح مسٹر رچرڈ بیل نے اسے ایک عظیم الشان کارنامہ قرار دیا۔

علم اقتصادیات:

حضورؓ نے اس سلسلہ میں خطبات اور تقاریر کے علاوہ کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں بعض یہ ہیں:۔

زمینداروں کی اقتصادی مشکلات۔ سلام اور ملکیت زمین۔ نظام نو۔ اسلام کا اقتصادی نظام۔

’’اسلام کا اقتصادی نظام‘‘ حضور کی وہ معرکۃ الآراء تقریر ہے جو حضور نے ۱۹۴۰ء میں احمدیہ ہوسٹل لاہور میں فرمائی۔ جس میں مختلف مذاہب کے ذی علم احباب بھی شریک تھے۔ اس تقریر میں حضور نے قرآن کریم کے پیش کردہ اقتصادی نظام کو بیان فرمایا اور ثابت کیا کہ اسلام کا پیش کردہ اقتصادی نظام ہی سب سے ارفع اور اعلیٰ ہے۔ اور یہی نظام دنیا میں پائیدار عالمی امن کا ضامن ہے۔ اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اقتصادی ماہرین نے اس کو پسند کیا ہے۔ اس جلسہ کی صدارت مسٹر رام چند ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے کی تھی۔ حضور کی تقریر کے بعد انہوں نے اپنے صدارتی ریمارکس میں کہا۔

’’میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقع ملا اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تحریک احمدیت ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو تقریر آپ نے اس وقت سنی ہے اس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی ہیں۔ مجھے اس تقریر سے بہت فائدہ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بھی ان قیمتی معلومات سے فائدہ اُٹھایا ہوگا۔ یہ میری غلطی تھی کہ اسلام اپنے قوانین میں صرف مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے۔ غیر مسلموں کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔ مگر آج رات حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔

(از پیش لفظ اسلام کا اقتصادی نظام)

اس موقع پر سامعین پر اس تقریر کا اتنا اثر ہوا۔ ایک پروفیسر صاحب تقریر سن کر رو پڑے اور بعض طلباء نے جو کمیونزم کے حامی تھے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اسلام کے اقتصادی نظام کے قائل ہوگئے ہیں۔ اور اب اسے صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی لوگوں نے اس کی سراہنا کی۔

علم الحساب:

اس ضمن میں حضورؓ فرماتے ہیں:

’’ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے جو ہمارے حساب کے استاد تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس میرے متعلق شکایت کی کہ حضور یہ کچھ پڑھتا نہیں۔ کبھی مدرسہ میں آجاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے جب ماسٹر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس یہ شکایت کی تو میں ڈر کے مارے چھپ گیا کہ معلوم نہیں حضرت مسیح موعودؑ کس قدر ناراض ہوں لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے جب یہ بات سنی تو آپؑ نے فرمایا: آپ کی بڑی مہربانی ہے جو آپ بچے کا خیال رکھتے ہیں اور مجھے آپکی بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ کبھی کبھی مدرسے چلا جاتا ہے ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کرسکے۔ پھر ہنس کر فرمانے لگے اس سے ہم نے آٹے دال کی دوکان تھوڑی کھلوانی ہے کہ اسے حساب سکھایا جائے۔ اسے آئے یا نہ آئے کوئی بات نہیں۔ آخر رسول کریمؐ یا آپ کے صحابہ نے کون سا حساب سکھایا تھا۔ اگر یہ مدرسہ میں چلا جائے تو اچھی بات ہے ورنہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سن کر ماسٹر صاحب واپس آگئے۔‘‘ (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷)

مگر اللہ تعالیٰ نے حساب میں آپ کو اس قدر ملکہ عطا فرمایا تھا کہ تقریروں کے دوران یا کسی سے بات کرتے ہوئے فوراً کروڑوں اور اربوں کا حساب بتا دیتے تھے، جو اس قدر درست ہوتا تھا کہ بڑے بڑے حساب دان اور ماہر شماریات بھی دنگ رہ جاتے۔

پروفیسر سولر نے بھی حضورؓ سے ایک ملاقات کے موقع پر حضورؓ کی دنیا کی عمر بتانے پر اتفاق کیا تھا۔

(انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۳۱۹۔۳۲۲)

علم طب:

آنحضرت ﷺ نے علم کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں: علم الادیان۔ علم الابدان۔ حضرت مصلح موعودؓ کو جہاں خدا تعالیٰ نے علوم روحانی پر دسترس عطا فرمائی تھی۔ آپنے علم طب کے بارے میں علم حاصل کیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ ریسرچ بھی کرواتے رہتے تھے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں قادیان اور ربوہ میں آسان اور سستے علاج کیلئے ’’دواخانہ خدمت خلق‘‘ قائم فرمایا۔ اور اپنی نگرانی میں بڑے عمدہ نسخے تیار کروائے۔ اس کے علاوہ پرفیومری یعنی عطر سازی میں بھی آپ کو دسترس حاصل تھی۔ ربوہ میں اپنی نگرانی ’’ایسٹرن پرفیوری کمپنی‘‘ قائم فرمائی۔

جامعہ احمدیہ میں مبلغین کو طب سکھانے کا انتظام فرمایا۔ اس کے علاوہ وقف جدید کے قیام کے ذریعہ دیہات میں طب کو ترویج دی۔ طب کے ساتھ آپ کو شروع سے ہی لگاؤ تھا۔

ویدک یونانی داواخانہ دھلی کا قیام:

طب کی ترویج کے سلسلہ میں حضورؓ نے زینت محل، لال کنواں دہلی میں ویدک یونانی دواخانہ قائم فرمایا۔ دواخانہ جاری کرنے سے پہلے حضور نے چند واقفین کو طب یونانی کی تعلیم دلائی اور خود بھی ویدک اور یونانی ادویہ سے متعلق مشورے دیئے۔ حکیم عبد المجید صاحب پلاپوری، حکیم محمد اسماعیل صاحب فاضل اس میں کام کرتے رہے۔ ۱۹۳۹ء تک یہ دواخانہ جاری رہا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحہ ۷۲)

علم تصوف:

حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے علم تصوّف سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضورؓ نے تصوف کے مسائل دنیا کے سامنے ایک نئے اچھوتے انداز میں پیش فرمائے اور صوفیاء کے مقام کو علماء ظاہر سے منفرد ثابت فرمایا۔ آپ نے دلائل اور شواہد سے ثابت کیا کہ اسلام کی بقاء میں صوفیاء کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ تصوف میں جو غیر شرعی باتیں رائج تھیں ان کو الگ کر کے حقیقی تصوف کو صاف کر کے پیش کیا چونکہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے زیر سایہ تربیت پائی تھی جو شریعت اور تصوف کا حسین امتزاج تھے۔ حضور نے مندرجہ ذیل کتب میں تصوف کے مسائل نہایت سادہ اور دلچسپ پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔

’’سیر روحانی‘‘ جو حضور کی ۱۲ تقاریر پر مشتمل ہے۔ عرفان الٰہی۔ قبولیت دُعا کے طریق۔ مدارج تقویٰ۔ محبت الٰہی۔ منہاج الطالبین۔

اصلاحی و تربیتی تقاریر و تصانیف:

آپؓ نے باون سالہ خلافت کے دور میں جماعت احمدیہ کے افراد کی تربیت کے مدنظر بہت سی اصلاحی و تربیتی تقاریر کیں اور کتب تصنیف فرمائیں۔

پردے کے متعلق ایک ضروری خطبہ۔ تبلیغ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان۔ خطبات نکاح۔ خطبات عیدین۔ مشعل راہ۔ خدمت دین کا فریضہ اور احمدی نوجوان۔ الازھار لذوات الخمار فرائض مستورات۔ رسول کریمؐ کی عزت اور ہمارا فرض۔ فریضہ تبلیغ اور احمدی خواتین۔ شکریہ اور اعلان ضروری۔ صلح کا پیغام۔ لوح الہدیٰ۔ مطالبہ وقف جائیداد۔ مطالبہ تحریک جدید۔ میری وصیت۔ ہدایات زریں، ہدایات برائے معلمین کلاس۔

تبلیغی تصانیف:

تبلیغ ایک عظیم مقصد ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تقاریر اور کتب کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی صداقت کو واضح اور مدلل رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس سلسلہ میں حضورؓ نے مندرجہ ذیل کتب تصانیف فرمائیں:۔

تحفۃ الملوک۔ تقریر سیالکوٹ۔ تحفہ شہزادہ ویلز۔ اللہ کی مدد صرف صادقوں کے ساتھ ہے۔ پکارنے والے کی آواز۔ تقریر دلپذیر۔ تحفہ لارڈ ارون۔ تقریر شملہ۔ چشمہ ہدایت۔ خدا تعالیٰ کے قہری نشان۔ دعوت الامیر۔ ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداہ کے لئے تیار۔ پیغام مسیحی۔ صادقوں کی روشنی کوکون دور کرسکتا ہے۔ سرزمین کابل کا تازہ نشان۔ ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب۔

غیر مبائعین سے خطاب:

۱۹۱۴ء کچھ لوگ خلافت سے علیحدہ ہوگئے۔ غیر مبائعین نے آپ پر شدید اعتراضات کرنے شروع کردیئے وہ ورہ لوگ جو کل تک آپ کو پسر موعودؑ سمجھتے تھے اور مرزا محمود احمد کے وجود کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کے ثبوت کے طور پر پیش کررہے تھے آپ کے مخالف ہوگئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے مدلل خطبات اور کتب کے ذریعہ ان کا ردّ فرمایا۔ ان میں بہت سے لوگوں کو اپنے عقائد پر سوچنے پر مجبور کردیا اور بعض کو خدا نے بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے غیر مبائعین کے خیالات اور نئے عقائد کے رو میں جو

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

کتب تصنیف فرمائیں وہ درج ذیل ہے۔

القول الفضل، اسمہٗ احمد کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کو آخری دعوت۔ آئینہ صداقت۔ اہل پیغام کے عقائد کے فیصلہ کا آسان طریقہ اظہار حقیقت۔

غیر مذاہب کے متعلق

کتب: آپؓ نے ان تمام لوگوں کا دفاع کیا جو مذہب اسلام پر حملہ آور تھے۔ آپؓ نے اس میدان میں اپنے خطبات اور تقاریر کے ذریعہ اسلام کی برتری اور دوسرے مذاہب کا بطلان ثابت کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کی چند کتب مندرجہ ذیل ہیں:

اسلام اور دیگر مذاہب۔ تناسخ اور آواگون۔ سردار کھڑک سنگھ صاحب اوران کے ہمراہیوں کو دعوت حق۔ سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل۔

علم نفس : موجودہ زمانہ میں علم نفس کے ذریعہ اسلام کے خلاف ایک رو پیدا کی گئی ہے اور علم نفسیات کو اسلام پر اعتراضات کیلئے استعمال کیا جارہا ہے۔ اس علم کے ذریعہ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے رکیک حملے کئے گئے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ دوبارہ اُن کو بھولنے کی جرأت نہ ہوئی۔

سیاسیات:

جماعت احمدیہ بنیادی طور پر ایک مذہبی جماعت ہے سیاسیات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ مگر جب کبھی متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ اُٹھا تو جماعت احمدیہ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ تقسیم ہندوستان سے قبل جب مسلمان سیاسی لیڈر ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشاں تھے اور ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جارہا تھا۔ ان حالات میں حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کے حقوق کیلئے جو کوشش اور جدوجہد فرمائی وہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ حضور انورؓ نے ہجرت کے موقع پر نہ صرف بحفاظت لوگوں کو پاکستان منتقل کرنے کے انتظامات کئے۔ قادیان میں ان کے قیام وطعام کا بھی انتظام فرمایا۔ اس کے علاوہ وزیر اعظم ہندوستان نہرو اور گاندھی سے رابطہ رکھا تا کہ مہاجرین کو بحفاظت پاکستان کی سرحد تک پہنچایا جاسکے۔

اس کے علاوہ آپ نے کشمیر جو ایک سوسال سے ڈوگرہ حکومت کے مظالم کا شکار تھے اور ان سے جانوروں جیسا سلوک روا کیا جاتا تھا۔ ان کو بیگار میں پکڑ لے جاتے، گھر والوں کو اس کا علم تک نہ ہوتا۔ ان کے حقوق کی بحالی کیلئے بہت جدوجہد فرمائی۔ حضور کی مساعی جمیلہ سے آخر اہل کشمیر کو بہت سے حقوق مل گئے

(تاریخ احمدیت جلد پنجم)

اس ضمن میں مندرجہ ذیل کتب حضور کی سیاسی فہم وفراست کا منہ بولتی ثبوت ہیں:

کتب : ایک سیاسی لیکچر۔ اساس الاتحاد۔ الکفر ملة واحدہ۔ آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور احرار اسلام۔ امام جماعت احمدیہ کا پیغام اہل ہند اور پارلیمنٹری کمیشن کے نام۔ آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی۔ آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کرسکتے ہیں۔ تحریک اتحاد۔ ترکی کا مستقبل۔ حالات حاضرہ کے متعلق جماعت احمدیہ کے امام کا فرمان۔ اہل کشمیر کے نام خطوط کا سلسلہ (آٹھ خطوط) برادران کشمیر کے نام میرا پہلا پیغام۔ دوسرا پیغام۔ ترک موالات اور احکامات اسلام۔ چٹھی بنام اہل کشمیر۔ ضروری اعلان متعلق کشمیر نمبر ا۔ نمبر ۲۔ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض۔ کمیونزم اور ڈیموکریسی۔ قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں۔

معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ۔ مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت۔ ہندو مسلم فسادات اور ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل۔ ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل۔ سائمن کمیشن کی روح۔ مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ۔

تبصرے:

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال فرماتے ہیں:

''تبصرہ کے چند مقامات کا میں نے مطالعہ کیا ہے نہایت عمدہ ہے''۔

☆ محمد عبداللہ تارون ایم اے ایل ایل بی کہتے ہیں:

''میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئیں ہیں ان میں کتاب'' ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل'' بہترین تصنیف ہے''۔

نیز سربیون رومر نے بھی آپ کی کتب کے مطالع کے بعد لکھا ہے کہ'' میں ان کے بلند خیالات سے بہت متاثر ہوا ہوں''۔

تحریک آزادی کے نامور رہنما مولانا محمد علی جوہر صاحب لکھتے ہیں:۔

''ناشکری ہوگی اگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی منظّم جماعت کا ذکر ان سطور نہ کریں جنہوں نے بلا اختلاف ِعقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے اپنی خدمات وقف کردی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی تنظیم اور تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام کے اس منظّم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے بلند بانگ در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں۔ مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ (اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء) اس کے علاوہ حضور انور کو فوجی امور میں بھی خدا تعالیٰ نے بہت مہارت عطا کی تھی۔ جس کا ذکر غیروں نے بھی کیا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ نے کوئٹہ سٹاف کالج میں لیکچر دیا تھا۔

غذا کا مسئلہ:

اگرچہ اس سلسلہ میں ابتداء سے دنیا میں غذائی بحران رہا ہے اور لوگ بھوک سے مرتے رہے اور مر رہے ہیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں فرمایا۔ غذا کا مسئلہ دنیا میں کوئی دوسوسال سے مختلف ممالک میں زیر بحث چلا آرہا ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

''اس دنیا میں رہنے والوں کے کھانے پینے کیلئے ہر چیز کو اندازہ کے مطابق بنادیا ہے''

(حٰمٓ، السجدہ:۱۱)

علوم باطنی سے پر کیا جائے گا:

آپؓ فرماتے ہیں:

''دوسری خبر اس پیشگوئی میں یہ دی گئی تھی کہ وہ باطنی علوم سے پر کیا جائے گا۔ باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے خاص ہیں۔ جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تاکہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ اُن کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کرسکیں۔ سو اس شوق میں بھی اللہ تعالیٰ نے بوجہ خاص عنایت فرمائی ہے۔ اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علوم غیب پر مشتمل ہیں''۔ (الموعود بحوالہ الانوار اسلام جلد ۱۷)

۱۹۳۹ء کو جو رؤیا آپؓ نے جنگ روم کے دوران برطانیہ، فرانس کا انجام اور جرمنوں کا مقابلہ کے متعلق دیکھی تھی ٹھیک چھ ماہ بعد پوری ہوگئی تھی۔ برطانیہ کو امریکن گورنمنٹ نے ۲۸۰۰ سو جہاز بھجوائے۔ حضورؓ نے رویا میں دیکھا تھا جو کہ وقت پر پورا ہوا۔

اُمّ طاہر کی وفات کی خبر کے متعلق آپ نے قبل از وقت بتادیا تھا کہ وہ فوت ہوں گی۔

(بحوالہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں)

ڈاکٹر مطلوب خان کی زندگی کے بارے میں اطلاع

یہ میدان جنگ میں تھے گورنمنٹ نے ان کے گھر والوں کو اطلاع دی کہ وہ جنگ میں مارے گئے۔ حضور نے خدا سے دُعا کی۔ آپ کو رؤیا میں بتایا گیا وہ زندہ ہے۔ چنانچہ ان کا تار آیا، وہ زندہ ہیں۔

(اہالیان لدھیانہ سے خطاب۔ انوار اسلام جلد ۱۷)

بہت ساری خبریں اس قسم کی ہیں جو حضورؓ کو خدا تعالیٰ دیتا تھا۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

حضورؓ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں اس خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام تمام دُنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور اگر میں مرجاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہوچکا ہے کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دُنیا میں قائم رکھے گا۔ اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا۔ خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں، مجھے کتنا بھی برا سمجھیں، بہرحال دُنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔''

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱)

''اخبار بدر کے لئے قلمی ومالی تعاون کرکے عنداللہ ماجور ہوں''

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان :2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش::2237-0471,2237-8468

2 Bed Rooms Flat
Independant House,All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Contact : Deco Builders
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202
Mob: 09849128919
09848209333
09849051866
09290657807

مضامین، رپورٹیں اور اخبار بدر سے متعلق اپنی قیمتی آراء اس ای میل پر بھجوائیں
badrqadian@rediffmail.com

”وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا“

(مکرم مولوی عطاء اللہ نصرت مربی سلسلہ اصلاح وارشاد قادیان)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

سیدنا حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح محمدی کی بعثت کی بشارت دیتے ہوئے ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ:

یَتزوّج ویُولدلہٗ کہ مسیح موعود شادی کرے گا، اوران کے ہاں اولاد بھی ہوگی،

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک معرکۃ الآراء تصنیف“ آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:۔

فَفی ھذا اشارۃ اِلیٰ اَنّ اللّٰہ یعطیہِ وَلدًا صالحًا یشابہُ اَباہ ولاباباہ ویکون مِن عباد اللّٰہِ المکرمین۔ اس حدیث میں جو اُوپر دی گئی ہے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک فرزند صالح عطا کرے گا جو اپنے باپ مسیح موعود سے سیرت وصورت میں مشابہ ہوگا۔ اور آپ کا منکر نہیں ہوگا بلکہ خدا تعالیٰ سے عزت یافتہ بندوں میں سے ہوگا۔

اس زمانہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریرات اور خطبات کے ذریعہ سے پورے مذاہب میں اپنا لوہا منوا چکے تھے۔ دنیا کے پردے پر کسی میں ہمت نہ تھی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرتا۔

حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعی اپنے اولوا العزم کے مشابہ صورت وسیرت کے لحاظ سے بدرجہ اتم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً یہ خبر دی تھی کہ آنے والا موعود لڑکا سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ چنانچہ المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ذکاوت وذہانت میں یکتا تھے۔

چنانچہ خداداد علم سے افادہ کیلئے آپ نے ایک انجمن تشحیذ الاذہان کے نام سے قائم فرمائی۔ جس کے تحت ایک رسالہ اس نام سے جاری فرمایا۔ اس رسالہ میں جن حقائق ومعارف کے آپ نے دریا بہائے اس سے آپ کی ذہانت کا پتہ لگتا ہے کہ کسقدر علم ومعرفت اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔

الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۹ء رسالہ تشحیذ الاذہان کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

☆......” حضرت صاحبزادہ صاحب کے قلم اور زبان کے بیش قیمت جواہرات انجمن تشحیذ کیلئے اسلام کی تاریخ میں دریتیم سمجھے جاکر ہمیشہ قابل عزت سمجھے جائیں گے۔“

پھر آگے لکھا:” انجمن کا رسالہ تشحیذ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایڈیٹری سے نکلتا ہے اور کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حق بات ہے کہ رسالہ مذکور کے ایڈیٹر کی زبان اور قلم میں بھی وہی شان جلوہ گر رہے جو ہم سب کے آقا اور محبوب مسیح موعودؑ کے زبان وقلم میں تھی۔“

(سوانح فضل عمر جلد ۱ حصہ ۲۳۶)

☆......آپ کی سیرت مبارکہ کا ایک قابل قدر پہلو یہ بھی تھا کہ آپ صرف عالم یا ذہین نہ تھے بلکہ صفحۂ دنیا پر آپؓ ذہین ترین شخصیت کے مالک تھے۔ چنانچہ انجمن تشحیذ الاذہان کے تحت آپ نے احمدیہ دارالمطالعہ اور لائبریری کا قیام فرمایا۔ اسی طرح مرکز اور جماعتوں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کیلئے آپ نے جون ۱۹۱۳ء میں باقاعدہ ایک اخبار الفضل کے نام سے جاری فرمایا۔ جو اب تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جس کے ثمرات حسنہ سے کل وعالم بخوبی واقف ہے۔

☆......قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے صرف ان ہی وجودوں کو اطلاع دی جاتی ہے جو ذہنی اعتبار سے پختہ اور قلبی لحاظ سے پاکیزہ ہوتے ہیں۔ اور یہ انہی کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اس بیش بہا قیمتی خزانہ سے موتی چن لیتے ہیں جیسا کہ خود اللہ رب العزت کلام مجید میں فرماتا ہے: لا یمسّہٗ الّا المطھرون۔

آپ کا پاکیزہ وجود ایسا مطہر ومذکی تھا جس کے معترف پیغامی بھی تھے چنانچہ انہوں نے لکھا:

” پیارے ناظرین! ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجأ وماوای سمجھتے ہیں اور اُن کی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں اور دل سے اُن سے محبت کرتے ہیں۔ وَاللّٰہُ عَلَی مَانَقُولُ شَھید۔ صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے۔“

(لیڈنگ آرٹیکل پیغام صلح ۲ مارچ ۱۹۱۶)

چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ پر قرآنی علوم کا وہ خزانہ کھولا جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکا۔

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:۔

” میں نے کئی بار چیلنج دیا ہے کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکالو اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور حاصل ہو بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کرو اور مجھے وہ بتاؤ پھر میرے مقابل پر آکر اس کی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا اُن پر مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ سامنے آئے۔ (الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۰)

نیز ایک دفعہ فرمایا:

” سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل مجھے بھی ایسے فرقان کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس فرقان سے ہی جواب دوں گا۔“ (تبلیغ حق صفحہ ۳۸)

تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر آپ کی تبحر علمی کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ تفسیر کبیر کے مطالعہ کے بعد مشہور نقاد وادیب اختر اور ینوی لکھتے ہیں:۔

یہ تفسیریں سراج منیر ہیں۔ ان سے قرآن کریم کی حیات بخش شعاعوں کا انعکاس ہوتا ہے۔ تفسیر قرآنی کی یہ دولت سرمدی دنیا اور عقبیٰ کیلئے لاکھوں سلطنتوں اور ہزاروں ہزار جنتوں سے افضل ہے۔ علوم قرآنی کے گہر پائے آبدار کان معانی اور معدن عرفان سے نکالے گئے ہیں۔ خواص معارف پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ (مجلّہ الجامعہ ربوہ شمارہ ۶۵۹، ۶۳)

علامہ نیاز فتح پوری جو ایک بہت ماہر عالم اور اچھے ادیب تھے انہوں نے تفسیر کبیر کے مطالعہ کے بعد سیدنا حضور اقدس کی خدمت میں تحریر کیا کہ

” تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کی بالکل پہلی تفسیر ہے۔ جس میں عقل ونقل کو بڑے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحر علمی آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر وفراست آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔“ (الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۶۳)

آپؓ کے علم کی تو یہ حالت تھی کہ آپ نے تقریباً تمام عناوین وموضوعات پر مبسوط، مدلل مضامین وکتب ورسائل تصنیف فرمائے۔ سیاسی، سماجی، معاشرتی، اقتصادی، روحانی غرض کوئی ہی شعبہ ایسا نہ تھا جس پر آپ نے سیر حاصل بحث نہ کی ہو۔ جو آپ کی قابلیت ذہانت کے مظہر اتم ہیں۔

☆...... خلافت کے ابتدائی مہینوں میں مئی جون ۱۹۱۶ء میں آپ نے ایک معرکۃ الآراء کتاب بعنوان تحفہ الملوک بنام شاہ دکن لکھی۔ ایک احمدی ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے اپنے ایک دھریہ شناسا پر اُس کتاب کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ایک دھریہ نے حضور کا تحفہ الملوک پڑھا۔ کہتا تھا کہ یہ شخص اس طاقت وقوت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی بھی انسان غالب نہیں آئے گا۔ پھر اُس نے القول الفضل پڑھ کر ہی رائے قائم کی یہ ایک عجیب ہی شان کا انسان معلوم ہوتا ہے جس کے کلام میں بچپن یا جوش شباب یا ناتجربہ کاری یا لیت متی کا شائبہ تک نہیں بلکہ بہت بڑے دماغ اور عجیب شان کا انسان ہے۔ جس کے کلام میں قوت عظمت اور جلال کی روح پائی جاتی ہے۔“ (الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۱۵)

خلافت ثانیہ کے بابرکت دور کے آغاز ہی میں قادیان سے تعلق منقطع کرنے والوں نے قادیان کی بعض عمارتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم نے یہ عمارتیں خدمت اسلام کے لئے بنائی تھیں مگر جلد ہی ان پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ ایک اور طرف سے یہ آواز گونجتی ہوئی سنائی دی کہ جماعت کی اکثریت تو ہمارے ساتھ ہے، اقلیت جلد ختم ہو جائے گی۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک بھاری بھرکم آواز یہ کہتے ہوئے سنائی دی کہ منارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہا دی جائیں گی۔ بعض لوگوں نے اپنی اس خوش فہمی کی بنا پر اپنے نام کے ساتھ ” فاتح قادیان“ لکھنا شروع کر دیا۔ لیکن ان تمام مخالفتوں کے باوجود اللہ کے فضل سے آپ رضی اللہ عنہ کی مدبرانہ صلاحیتوں کے طفیل جماعت نے اندرون وبیرون ملک اصلاح وارشاد وقف جدید اور تحریک جدید کے باعث عظیم الشان ترقیاں حاصل کیں۔ کہتے ہیں فضیلت وہی ہوتی ہے جس کے غیر بھی معترف ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ کی غیر معمولی ذہانت کے بارے میں صرف ایک دو حوالے درج کر کے اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

☆...... جب حضرت مصلح موعودؓ ولایت تشریف لے گئے تھے تو کپتان ڈگلس نے نواب چودھری محمد الدین صاحب خان بہادر ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کو حضور سے ملاقات کے بعد لکھا کہ ” میں نے کوئی ہندستانی ایسا معاملہ فہم، قابل اور ذہین نہیں دیکھا جیسا کہ حضرت صاحب ہیں۔

(روزنامہ الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹)

یاد رہے کہ یہ وہی کرنل ڈگلس ہیں جن کی عدالت میں مارٹن کلارک نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا تھا۔

☆...... ایک احمدی دوست ڈاکٹر لطیف احمد صاحب سرگودھا نے لکھا:

” ایک دفعہ ایک لیبر لیڈر میرے پاس آئے وہ ساری دنیا کا دورہ کر آئے تھے اور اپنے سفر کے حالات سنا رہے تھے کہ میں امریکہ کے صدر نکسن سے بھی ملا ہوں۔ برطانیہ، فرانس اور جرمن کے سربراہوں سے بھی ملاقات کی۔ چو این لائی کو بھی دیکھا۔ ان سب میں ماوزے تنگ حیرت انگیز دماغی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ اس کے فقرے کو بعد اچانک خاموشی چھا گئی۔ اس کی نگاہیں ٹکٹکی باندھے ایک جانب دیکھ رہی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ کانس پر پڑی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تصویر پر ان کی نگاہیں جمی ہیں جس کو غالباً شروع میں میرے آکر نوٹ نہیں کیا تھا۔ میں نے ان کی محویت توڑتے ہوئے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے یہ سچ ہے کہ ماوزے تنگ عظیم شخصیت ہے لیکن حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحب ان کی زندگی میں صرف ایک بار ملے جس کو تادم آخر نہ بھول سکا۔ اس دماغ کا انسان روئے زمین پر نہ مل سکے گا۔ افسوس نادر روزگار بہت جلد ہم سے جدا ہوئی۔“

(ملت کا فدائی صفحہ ۷۴۔۷۵، سوانح فضل عمر جلد ۵ صفحہ ۵۵۲)

ہوئے گو باغ عالم میں بہت شیریں ثمر پیدا
نہیں ممکن کہ ہو محمود سا عالی گہر پیدا

حضرت مصلح موعودؓ کی ذہانت وفراست کے چند واقعات

(مکرم سید انوار الدین، نائب صدر جماعت احمدیہ سونگھڑہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پسر موعود کے بارے میں جو الہامات کئے، ان سے ظاہر ہے کہ آنے والا مصلح موعود سخت ذہین وفہیم ہوگا اور وہ ایسی ذہانت ہوگی جس سے ’’دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا‘‘۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے حالات و واقعات تو کثیر ہیں مگر صرف بعض اہم سوالوں کے جوابات پر مشتمل حالات و واقعات میں سے چند درج کئے جاتے ہیں۔

☆......فرمایا: ’’ہم سے کئی لوگ پوچھتے ہیں کہ فلاں سے یہ غلطی ہوگئی ہے کیا ہم اُس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیں؟ میں ہمیشہ انہیں کہا کرتا ہوں کہ تم محکمہ کو لکھو اور پھر جو کچھ وہ فیصلہ کرے اُس کے مطابق عمل کرو۔ تمہارا حق نہیں کہ تم خود بخود اس بارہ میں کوئی فیصلہ کرلو، کیونکہ ممکن ہے تمہاری اُس سے دشمنی ہو اور تمہاری رائے آزادانہ نہ ہو۔ پس قانون شکنی اور چیز ہے اور قانون شکنی کا ثبوت اور چیز ہے اور وہ بھی نہایت ضروری ہے اس کے بغیر کوئی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۱۵۷ زیر تفسیر سورۃ الماعون)

☆......فرمایا: ’’بعض لوگ کہتے ہیں کہ اولاد زندہ ہے تنخواہ کم ہے اگر رشوت نہ لیں تو گزارہ کس طرح کریں۔ ایک شخص مجھ سے بڑے پیچ در پیچ سوال کرکے رشوت کے متعلق پوچھتا رہا کہ اگر گزارہ نہ چلے تو پھر کیا کیا جاوے؟ میں نے کہا کہ خدا ہر ایک کا رازق ہے اور وہ خود سامان مہیا کردیتا ہے۔ لیکن جب اُس نے بہت اصرار کیا تو میں نے کہا کہ تو جھوٹا ہے خدا کا کہنا کبھی غلط نہیں ہوسکتا‘‘۔

(حقائق القرآن صفحہ ۳۴ تفسیر پارہ نمبر ۲۸)

☆......فرمایا: ’’ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے ہماری جماعت کے ایک دوست تھے شیخ غلام احمد مرحوم۔ ان کو اپنے متعلق تصوف میں دخل رکھنے کا خاص خیال تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ تصوف کے متعلق جو اُن کا نظریہ ہے وہی سب دنیا کا ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ وہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے۔

(یعنی دریافت کرنے لگے۔ ناقل)

آپ کو غریب اچھے لگتے ہیں یا امیر اچھے لگتے ہیں؟ میں نے پہلے تو اُن کو ٹالنا چاہا مگر جب بار بار اصرار کے ساتھ اُنہوں نے یہ سوال کیا تو میں نے اُنہیں کہا کہ مجھے نہ امیر اچھے لگتے ہیں نہ غریب اچھے لگتے ہیں۔ نہ امیر بُرے لگتے ہیں اور نہ غریب برے لگتے ہیں۔ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ جہاں تک خدا تعالیٰ کے کام کا تعلق ہے اس کو سرانجام دینے کے لئے وہ میرے ساتھ کس امیر کو وابستہ کرتا ہے۔ یا کس غریب کو وابستہ کرتا ہے اگر میرے کام کے لئے وہ ایک غریب کو چنتا ہے تو وہی مجھے اچھا لگتا ہے۔ اور اگر میرے کام کیلئے وہ ایک امیر کو چنتا ہے تو وہی مجھے اچھا لگتا ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے اشارہ کی طرف نگاہ رکھتا ہوں کہ وہ کس آدمی کو کام کیلئے میرے ساتھ وابستہ کررہا ہے۔ اگر امیر ہو تو مجھے اُس امیر سے محبت ہوجاتی ہے اور اگر غریب ہو تو مجھے غریب سے محبت ہوجاتی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۱۶۴ زیر تفسیر سورۃ عبس)

مذکورہ بالا واقعات اندرون جماعت اور تربیت کے تعلق سے ہیں جس سے آپؓ کی خداداد فہم وفراست کا پتہ لگتا ہے۔ اب کچھ دوسروں کے متعلق واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دھریہ قبولیت دعا کو بھلا کہاں تسلیم کرسکتا ہے؟ جبکہ ہستی باری تعالیٰ کی ایک بڑی علامت قبولیت دُعا ہے۔ قبولیت دعا اور سگ گزیدہ عبدالکریمؓ کی دعا سے شفایابی کے نشان کو کہانی کہنے والے معترض دہریہ کو اس کے اعتراض کے جواب میں فرمایا:

’’یہ شرف صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے انسان پیدا کرتا رہتا ہے جن کی دعائیں حیرت انگیز طور پر پوری ہوتی ہیں۔ اب بھی ہم ثبوت دینے کیلئے تیار ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے رنگ میں ہماری تائید کرتا ہے جو اور کسی مذہب والے کو نصیب نہیں ہوسکتی۔ اس کا ثبوت ہم اس طریق سے دے سکتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے قرار دیا ہے۔ مثلاً کچھ مریض ہوں اس سے قرعہ اندازی کے ذریعہ نصف ہم لے لیں اور نصف دہریہ لوگ لیں۔ ہم اپنے مریضوں کا دعا اور دوا سے علاج کریں اور وہ اپنے مریضوں کا ڈاکٹر سے کرائیں۔ پھر معلوم ہوجائے گا کہ کون سے بیمار زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔ آیا وہ جو ہمارے حصہ میں آئے یا وہ جو اُن کے حصہ میں آئے۔ یا اس طرح کا کوئی ایک معاملہ متعلق دعا کریں اور دہریہ اسباب و تدابیر سے کام لیں اور وہ فیصلہ نتائج پر کیا جائے‘‘۔

(الفضل ۲۴ اگست ۱۹۱۵ء منقول از سوانح فضلِ عمر جلد دہم صفحہ ۱۰۵)

گوروکُل کانگڑی کے ایک ہندو پروفیسر کا سوال پیچیدہ تھا۔ وہ حضرت مصلح موعودؓ کو خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ تو نہیں سمجھتا تھا بلکہ ادنیٰ ہی سمجھتا تھا اور اسلام کے اس شیر کو چیلنج دے رہا تھا اور اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ آپؓ ہی کے الفاظ میں واقعہ یوں ہے۔

’’غالباً ۱۹۲۲ء کی بات ہے کہ مہاشہ محمد عمر صاحب (جو اسلام قبول کرنے سے پہلے جوگندر پال نام رکھتے تھے۔ ناقل) ہندو طالب علموں کی ایک پارٹی کے ساتھ مجھے ملنے کیلئے آئے تھے۔ گوروکل کانگڑی کے ایک پروفیسر صاحب یہاں (قادیان ناقل) ایک جلسہ پر آئے تھے اور اپنی بہادری دکھانے کیلئے کہا دیکھو میں کیسی اچھی تقریر کرتا ہوں۔ طالب علموں کی ایک پارٹی کو بھی ساتھ لے آئے۔ اُنہوں نے طلباء کو مجھ سے ملنے کو بھی بھیجا۔ اسی وقت مہاشہ محمد عمر بھی ان کے ساتھ تھے۔ میں نے طالب علموں سے کہا پروفیسر صاحب سے کہو کہ آپ اپنے چند طالب علم یہاں بھیج دیں۔ میں خود اُن کو قرآن پڑھاؤں گا۔ اسی طرح میں چند طالب علم بھیجتا ہوں جن کو وہ وید پڑھائیں گے۔ خرچ اپنے طالب علموں کا بھی اور اُن کے بھیجے ہوئے طالب علموں کا بھی میں ہی دوں گا۔ اگر قرآن میں تاثیر ہوگی تو اُن کے بھیجے ہوئے طالب علموں کو میں مسلمان کرلوں گا۔ اگر ویدوں میں تاثیر ہوگی تو ہمارے طالب علموں کو وہ ہندو کرسکیں گے۔ اور یہ ہم دونوں کا انعام ہوگا۔ مگر انہوں نے (یعنی ہندو پروفیسر صاحب) اس تجویز کو نہ مانا‘‘۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم قدیم طبع اول صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۵ حاشیہ۔ نیز مزید تفصیل کتاب قادیانی مسئلہ کا جواب مطبوعہ ربوہ میں بھی ہے)

ایک کج بحث ملاّ کو جواب

فرمایا: ’’ایک دفعہ ایک کج بحث ملاّ مسجد میں مجھے ملا اور کہنے لگا مجھے مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دیجئے۔ میں نے کہا قرآن موجود ہے۔ سارا قرآن مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کہنے لگا کون سی آیت۔ میں نے کہا قرآن کی ہر آیت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اب یہ تو صحیح ہے کہ قرآن کی ہر آیت ہی کسی نہ کسی رنگ میں نبی پر چسپاں ہوسکتی ہے۔ مگر بعض آیات ایسی ہیں کہ ان کا سمجھانا اور بتانا کہ کس رنگ میں اس سے نبی کی صداقت کا ثبوت نکلتا ہے۔ بہت مشکل ہوتا ہے۔ فرض کرو کسی آیت میں لڑائی کا واقعہ بیان ہو تو اب گو اس سے بھی نبی کی صداقت ثابت کی جاسکتی ہے مگر وہ ایسا رنگ ہوتا ہے جو عام طبائع کی سمجھ سے بالا ہوتا ہے مگر مجھے اُس وقت یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ تصرف فرما کر اس کی زبان سے وہی آیت نکلوائے گا جس سے نہایت وضاحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہوجائے گی۔ خیر وہ اصرار کرتا رہا کہ آپ کوئی آیت بتائیں مگر میں یہ کہوں کہ آپ کوئی آیت پڑھ دیں۔ اُسی سے میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت کردوں گا۔

آخر اُس نے یہ آیت پڑھی کہ ومن الناس من یقول اٰمنّا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین۔ (سورۃ بقرہ آیت ۹)

میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی تصرف ہے کہ اُس نے اس کی زبان سے یہ آیت نکلوائی ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا یہ آیت کن لوگوں کے متعلق ہے۔ مسلمانوں کے متعلق ہے یا غیر مسلمانوں کے متعلق۔ اُس کا اصل یہ تھا کہ جب مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ تو ان کیلئے کسی نبی کی کیا ضرورت ہے۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی تو میں نے اُس سے پوچھا کہ یہ آیت کن لوگوں کے متعلق ہے اس نے کہا مسلمانوں کے متعلق۔ میں نے کہا تو پھر یہ آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں سے بھی بعض لوگ خراب ہوجاتے ہیں۔ وہ منہ سے تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں مگر درحقیقت مومن نہیں ہوتے۔ اور قرآن یہ بتاتا ہے کہ خالی اپنے آپ کو مومن کہہ دینا کافی نہیں۔ جب تک انسان اپنے عمل سے بھی ایمان کا ثبوت نہ دے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ جب مسلمان بھی بگڑ سکتے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ ان کی اصلاح کیلئے کسی نبی کو بھیجے گا یا نہیں بھیجے گا؟ دلوں کو تسلی دینا تو خدا کا کام ہے مگر اُن کی زبان بند ہوگئی اور وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم جدید صفحہ ۹۰-۹۱، سورۃ الشعراء، فضائل القرآن صفحہ ۳۸۰ تا ۳۸۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت کی مثال میں سے چند سوالات کے جواب پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی علم کا سمندر آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا جبھی تو آپ نے فرمایا ہے

’’عہدہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک اُمت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور اُن سے فائدہ اُٹھائے۔ وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کررہے ہیں۔ جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا، اُسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا‘‘

(خلافت راشدہ صفحہ ۲۵۴-۲۵۵، طبع اول ربوہ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء)

☆☆☆

وقفِ عارضی کی طرف توجہ دیں
اس سے تربیت کے بہت سے مسائل حل ہوسکتے ہیں

اصلاح معاشرہ کے متعلق

حضرت مصلح موعودؓ کی زریں نصائح

سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت کی روشنی میں

(مکرم سید کلیم الدین صاحب، مربی سلسلہ اصلاح وارشاد۔ قادیان)

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نصف صدی سے بھی زائد عظیم الشان دور خلافت ہزاروں ہزار وعظ و نصائح سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی شعبہ نہیں جس کے بارے میں آپ نے اپنے خداداد علم سے راہ نمائی نہ فرمائی ہو۔ اصلاح معاشرہ کے تعلق سے آپ نے سینکڑوں زریں نصائح فرمائی ہیں۔ تاہم خاکسار اُن اہم ترین نصائح میں سے سچائی کے قیام اور جھوٹ سے اجتناب کے متعلق کچھ پیش کرے گا۔

حضورؓ فرماتے ہیں:۔ ’’جو نصائح کی جاسکتی ہیں وہ تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گی اور پھر وہ مختلف حالات ہیں بدلتی بھی رہتی ہیں مگر اس زمانہ میں سب سے بڑی ضرورت سچائی کی ہے۔ انبیاء نے اس پر خاص زور دیا ہے اور انسانی اخلاق کا یہ ایک بنیادی حصہ ہے۔ سچائی اور راستی پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا جب اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی ہو۔ بلکہ کفار کے نزدیک بھی یہ چیز بڑی قیمتی سمجھی جاتی تھی اور شاید ہی کسی زمانہ میں اسے ترک کرنا جماعتی اور سیاسی طور پر تسلیم کیا گیا ہو۔ مگر اس زمانہ میں سیاسی اور قومی مفاد کیلئے جھوٹ کو جھوٹ سمجھا ہی نہیں جاتا بلکہ اسے ایک نہایت ضروری چیز قرار دیا جاتا ہے۔ اور یہ مرض اس قدر پھیل گیا ہے کہ ہمارے ملک میں لوگ بڑے اطمینان کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر جھوٹ بولتے ہیں اور ساتھ ہی اس بات پر ناراض بھی ہوتے ہیں کہ ہمارے اس جھوٹ کو سچ تسلیم کیوں نہیں کیا جاتا‘‘

(تقریر ۱۲ فروری ۱۹۵۱۔ مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۶۰۶)

معزز قارئین! سچ بولنے، سچی گواہی دینے، سچی بات کہنے۔ اسی طرح جھوٹ نہ بولنے اور جھوٹی گواہی نہ دینے کی تعلق سے قرآن مجید میں سختی سے تاکید ہے۔ پھر ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے سچ کی تاکید اور جھوٹ سے کوسوں دور رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔‘‘ (بخاری کتاب الادب)

چونکہ ہم نے ساری دنیا میں قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلامی معاشرہ کو قائم کرنا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہی ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’توڑ دو اس تہذیب و تمدن کی عمارت کو جو اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف کھڑی ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو اس قلعہ کو جو شیطان نے اس دنیا میں بنایا ہے۔ اسے زمین کے ساتھ لگا دو بلکہ اس کی بنیادیں تک اکھاڑ کر پھینک دو اور اس کی جگہ وہ عمارت کھڑی کرو جس کا نقشہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہے۔ یہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا اور اس کام کی اہمیت بیان کرنے کیلئے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں، ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے جس گوشہ میں سے ہم جائیں، دنیا کی جس گلی میں سے ہم گزریں، دنیا کے جس گاؤں میں ہم اپنا قدم رکھیں وہاں ہمیں جو کچھ اسلام کے خلاف نظر آتا ہے اپنے نیک نمونہ سے اسے مٹا کر اس کی جگہ ایک ایسی عمارت بنانا جو قرآن کریم کے بنائے ہوئے نقشہ کے مطابق ہو۔ ہمارا کام ہے‘‘

(تقریر سالانہ اجتماع ۶ فروری ۱۹۴۱ء مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۲۴۶)

پس یہ وہ عظیم الشان کام ہے جو ہمارے ذمہ کیا گیا ہے اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں کہ تا تمام دنیا میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ تہذیب و تمدن کی خوبصورت عمارت قائم کی جائے۔ اس کیلئے سب سے پہلے ہمیں جھوٹ کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔ اور اس کی جگہ سچائی کو قائم کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ بنیادی چیز ہے اور کامیابی کیلئے پہلا قدم ہے۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

’’...... اسلام کی جان یا مذہب کی جان یا انسانیت کی جان سچ ہے۔ جو شخص سچ نہیں بولتا وہ قوم کو تباہ کرنے والا ہے۔ جب تک ہم سچائی کو قائم نہیں کریں گے ہم دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کی کوئی بڑی امید نہیں کر سکتے۔ مثلاً تم اپنی زندگی وقف کرتے ہو اب اگر تم سچ بولتے ہو تو دین کیلئے جان کی بھی ضرورت پڑی تو تم اپنی جان دیدو گے یا مثلاً ہم کوئی کام تمہارے سپرد کرتے ہیں اگر تم سچ بولتے ہو تو خواہ تمہاری جان بھی چلی جائے تم اس کام کو پورا کر کے چھوڑ دو گے۔ لیکن اگر تم جماعت میں داخل ہوتے ہو اور تم میں سچ بولنے کی عادت نہیں تو تم ہر کام میں کمزوری دکھاؤ گے۔

تم ہر کام میں غداری کرو گے اور تم جماعت کیلئے کوئی مفید وجود نہیں بن سکو گے۔ پس یہ پہلا کام ہے کہ جماعت میں سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کبھی تم سے گواہی لی جائے تو تم سچی گواہی دو۔ سچ بولنا ایسا اہم کام ہے کہ اس کے نتیجہ میں خواہ تمہارے بیوی بچوں کی جانیں بھی چلی جائیں۔ تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی ماخوذ ہو جائیں تب بھی تم ہمیشہ سچ بولو اور ہمیشہ سچی گواہی دو‘‘

(خطاب سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۵۰)

نیز حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’جب تک کسی قوم میں سچائی قائم رہتی ہے وہ ہارا نہیں کرتی۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں ابھی اس پہلو کے لحاظ سے بھی کمزوری پائی جاتی ہے۔ مقدمات پیش ہوتے ہیں تو ان میں گواہی دیتے وقت بعض لوگ ایسی پیچا پیچی سے کام لیتے ہیں کہ قاضی حیران رہ جاتا ہے کہ میں اس طرح فیصلہ کروں یا اُس طرح۔ حالانکہ مومنوں کے مقدمات کا بڑا آسانی سے فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ قرآن کریم نے ہر مومن کو سچائی سے کام لینے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ قرآن کریم نے تو یہاں تک کہا کہ تمہیں صرف سچ سے ہی نہیں بلکہ قول سدید سے بھی کام لینا چاہئے۔ یعنی تمہاری طرف سے جو بات پیش ہو وہ صرف سچی ہی نہ ہو بلکہ اس میں کس قسم کا پیچ بھی نہ ہو۔ کئی باتیں سچی تو ہوتی ہیں مگر پیچ کے ساتھ جھوٹ بنادی جاتی ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے صدق و سداد دونوں سے کام لینے کی نصیحت فرمائی ہے‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۶ء الازھار لذوات الخمار ۴۳۶)

پھر ایک خطبہ جمعہ میں حضورؓ سچ کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’سچ ایک ایسی چیز ہے جو قومی وقار کو قائم کرتا ہے اور سچ بولنے والی قوم تمام دنیا میں اپنی اس خوبی کی وجہ سے قابل تعظیم سمجھی جاتی ہے۔ اگر انسان سچ بولے تو دوسرا شخص مرعوب ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں اس ساری عمر میں سوائے ایک شخص کے مرعوب نہیں ہوا۔ مجھے ایک شخص کے متعلق معلوم ہوا کہ اس نے خطا کی ہے۔ وہ اکیلے کی خطا تھی۔ کوئی شخص اس پر گواہ نہ تھا۔ جب مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ چونکہ موقع کا گواہ کوئی نہیں اس لئے وہ کہہ دے گا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے اسے بلایا اور پوچھا تو اس نے صاف طور پر اقرار کیا کہ ہاں میں نے یہ خطا کی ہے۔ جب اس نے صاف طور پر اقرار کر لیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے میرے منہ پر مہر لگا دی ہے۔ میں نے السلام علیکم کہہ کر رخصت کر دیا۔ تو گناہ میں بھی سچ ایک قسم کا غلبہ رکھتا ہے۔ اور جھوٹ نیکی میں بھی شکست دلاتا ہے۔...... پس سچائی کو اپنا شیوہ بناؤ کیونکہ سچائی دلوں کو موہ لیتی ہے اور دوسرے کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی۔

(خطبہ جمعہ ۱۴ فروری ۱۹۴۵ء مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۴۰۳)

جھنگ کے ایک دوست جن کا نام مغلہ تھا ان کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

’’مغلہ جب احمدی ہوئے تو انہوں نے قومی عادت یعنی چوری کو ترک کر دیا اور جھوٹ بولنا بھی چھوڑ دیا کیونکہ یہ ابتدائی جرم ہوتا ہے۔ ان کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ مغلہ کافر ہو گیا ہے لیکن بعد میں پتہ لگا کہ انکا لڑکا کافر ہو کر سچ بولنے لگ گیا ہے۔ اور چوری بھی اس نے چھوڑ دی ہے۔ چور چوریاں کرتے تھے، اور پولیس اور دوسرے لوگ ان کا تعاقب کرتے تھے۔ عدالتوں میں بات اور ہوتی ہے اور انسان وہاں جھوٹ بول کر گزارہ کر لیتا ہے لیکن برادری یا پنچایت میں یہ بات مشکل ہوتی ہے کہ کوئی اپنا قصور چھپالے۔ عدالتوں میں بتانے والے لوگ نہیں ہوتے اس لئے مجرم جو چاہے بیان دے دے۔ لیکن برادری اور پنچایت میں وہ اگر جھوٹ بولے گا تو فوراً واقف لوگ کھڑے ہو جائیں گے جو اس کا جھوٹ ظاہر کر دیں گے۔

غرض جب چور چوریاں کر کے گھروں کو واپس آتے تو تعاقب کرنے والے بھی پہنچ جاتے اور کہتے تم نے ہمارا مال چرایا ہے۔ لیکن وہ کہتے نہیں اور اکثر قرآن کریم بھی اٹھا لیتے......تعاقب کرنے والے چوروں کی قسموں پر اعتبار نہ کرتے اور کہتے لاؤ مغلے کو اگر وہ کہہ دے کہ تم نے مال چوری نہیں کیا تو ہم مان لیں گے۔ وہ وہاں پہنچتے اور مغلے سے کہتے تم گواہی دو کہ ہم نے ان کا مال نہیں چرایا۔ وہ کہتے ہیں کیسے کہوں کہ تم نے مال نہیں چرایا۔ کیا تم فلاں مال چرا کر نہیں لائے۔ ان کے بھائی کہتے کیا تم ہمارے بھائی ہو یا ان کے بھائی۔ وہ کہتے اس میں کوئی شک نہیں کہ تم میرے بھائی ہو لیکن کیسے ہو سکتا ہے کہ میں جھوٹی گواہی دوں۔ وہ انہیں مارتے پیٹتے اور سمجھتے کہ اب مار کھا کر اسے عقل آگئی ہوگی لیکن وہ دوبارہ یہی کہہ دیتے کہ تم نے چوری کی ہے۔

میاں مغلہ سنایا کرتے تھے کہ جب کوئی چوری کا معاملہ میرے سامنے آتا تو میں خیال کرتا کہ اگر سچ بولا تو میرے بھائی اور دوسرے رشتہ دار مجھے ماریں گے اور اگر جھوٹ بولا تو گناہ گار ہو جاؤں گا اس لئے میں کہہ دیتا میں تو آپ کے نزدیک کافر ہوں پھر آپ میری گواہی کیوں لیتے ہیں۔ وہ کہتے تم کافر تو ہو لیکن بولتے سچ ہو‘‘۔

(تقریر ۱۲ فروری ۱۹۵۱ء مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ ۶۰۹)

اس واقعہ سے سچائی کی اہمیت کا پتہ لگتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے جھوٹے کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہی وجہ ہے میاں مغلہ کو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کی برادری کے لوگ کافر کہتے ان کا بائیکاٹ کرتے لیکن گواہی اس لئے لیتے تھے کہ وہ سچ بولتے تھے۔ پس آج لوگ ہمیں جو مرضی کہیں لیکن اگر ہم سچائی پر قائم رہیں گے تو یقیناً ہماری جیت ہوگی۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:

’’دنیا میں وہی قومیں جیتا کرتی ہیں جن میں صداقت ہوتی ہے‘‘۔

پھر آگے حضورؓ سچ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’غرض سچ ایک قیمتی چیز ہے اور پھر کوئی مشکل بھی نہیں۔ آسان ترین ہے۔ جو کام ہاتھ نے کیا ہے اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ ہاتھ سے یہ کام کیا ہے۔ اس میں بوجھ کیا ہے۔ آنکھ نے جو کچھ دیکھا اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ آنکھ نے فلاں چیز دیکھی ہے۔ اس میں کون سی مشکل ہے۔ کانوں نے ایک بات سنی ہے اب اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ کانوں نے فلاں بات سنی ہے اور اس کو دوہرا دینا کون سی مشکل بات ہے۔ یہاں کوئی فقرہ نہیں بنانا صرف ایک بات کو دہرا دینا ہے......لیکن یاد رکھو سچ کے یہ معنی نہیں کہ آنکھ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ تم ضرور کہہ دو۔ قرآن کریم بعض باتوں کے بیان کرنے سے منع کرتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص ان کو بیان کرتا ہے تو وہ سچ نہیں بولتا بلکہ فتنہ وفساد پھیلاتا ہے۔ سچ کے معنی صرف یہ ہے کہ اگر تم کوئی بات کہو تو ضرور سچ کہو۔ یہ نہیں کہ تم وہ بات ضرور کہو...... سچ اس چیز کا نام نہیں کہ تم جو کچھ دیکھو وہ بیان کردو۔ سچ اس چیز کا نام ہے کہ جب تم سے گواہی لی جائے تو تم وہی بیان کرو جو واقع ہوا ہے۔......اسی طرح اگر تم کسی شخص کو کوئی جرم کرتے دیکھتے ہو تو تمہارا اس پر پردہ ڈال دینا سچ کے خلاف نہیں۔ تمہارا سچ کے خلاف فعل اس وقت متصور ہوگا جب قاضی یا قائم مقام قاضی جسے شریعت نے اپنے دائرہ میں گواہی لینے کا حق دیا ہے تم سے دریافت کرے اور تم سچ نہ بولو...... لیکن اگر وہ تمہیں گواہی کیلئے نہ بلائے تو خواہ وہ بات درست ہی ہو اس کا چھپانا سچ کے خلاف نہیں بلکہ اس طرح تم صلح پسند بنتے ہو اور فتنہ سے دور رہتے ہو‘‘۔

(فرمودہ ۱۲ فروری ۱۹۵۱ء مشعل راہ جلد اوّل ۶۱۱)

الغرض سچ اور جھوٹ کا صحیح علم اور فہم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

’’میرے نزدیک سو میں سے نوے انسان یہ سمجھتے ہی نہیں کہ سچ کیا ہوتا ہے۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جتنا زیادہ کسی بات کو دہرایا جائے۔ اتنا ہی لوگ اس کو کم سمجھتے ہیں...... یہ ایک قانون ہے جو فطرت انسانی میں داخل ہے جو چیز کبھی کبھار سامنے آئے گی اس کے متعلق وہ سوالات کی بوچھاڑ کردے گا اور جو بار بار سامنے آتی رہے گی۔ اس کے متعلق وہ کبھی کوئی سوال نہیں کرے گا کیونکہ بار بار سامنے آنے سے دریافت کرنے کی حس ہی ماری جاتی ہے۔ اور انسان یہ خیال کرنے لگ جاتا ہے کہ مجھے اس کا علم ہے۔ حالانکہ اسے علم نہیں ہوتا۔ چنانچہ تم کسی سے پوچھ کر دیکھ لو کہ سچ کیوں بولنا چاہئے۔ وہ کبھی تم کو اس سوال کا صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔ تم اپنے محلّہ میں ہی کسی دن لوگوں سے دریافت کر کے معلوم کر سکتے ہو کہ آیا وہ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں یا نہیں۔ جب تم کسی سے پوچھو گے کہ سچ بولنا چاہئے یا نہیں وہ کہے گا کہ ضرور سچ بولنا چاہئے۔ مگر جب پوچھا جائے کہ سچ کیوں بولنا چاہئے تو وہ ہنس کر کہہ دے گا کہ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ سچ کا لفظ بار بار سن کر لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ یہ چیز کسی دلیل کی محتاج نہیں حالانکہ یہ بھی ویسی ہی دلیل کی محتاج ہے جیسے اور باتیں دلیل کی محتاج ہیں۔ تو لوگ سچ کی تعریف سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ وہ سچ کی ضرورت سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ وہ سچ کے فوائد سے بھی واقف نہیں ہوتے وہ سچ کو چھوڑنے اور جھوٹ بولنے کے نقصانات سے بھی واقف نہیں ہوتے۔...... اس لئے یہ کہنا کہ سچائی وغیرہ کے بارہ میں کسی کو سمجھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ عام باتیں ہیں جو تمام لوگ جانتے ہی ہیں، بہت بڑی غفلت ہے کیونکہ جو چیزیں زیادہ سامنے آتی ہیں وہی اس بات کا حق رکھتی ہیں کہ ان کے متعلق بار بار سمجھایا جائے۔ اور بار بار ان کے دلائل بیان کئے جائیں۔ کیونکہ لوگ بار بار سامنے آنے والی چیزوں کے متعلق سوال نہیں کیا کرتے بلکہ وہ غیر معروف چیزوں کے متعلق زیادہ سوال کیا کرتے ہیں...... پس تم مت خیال کرو کہ جب تم کہتے ہو کہ سچ بولنا چاہئے تو تمہارا بچہ جانتا ہے کہ سچ کیوں بولنا چاہئے۔ وہ اس بات کو ہرگز نہیں جانتا کہ کیوں بولنا چاہئے بلکہ تم مجھے یہ کہنے میں معاف کرو کہ تم کہتے ہو کہ ہمارا بچہ جانتا ہے کہ اسے سچ کیوں بولنا چاہئے تم خود بھی نہیں جانتے کہ سچ کیوں بولنا چاہئے‘‘۔

’’......حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق بہت زیادہ زور دینے اور بار بار توجہ دلانے اور زیادہ سے زیادہ ان کی اہمیت لوگوں کو ذہن نشین کرانے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کے کانوں میں بار بار یہ باتیں ڈالیں۔ اسی طرح اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ طالب علموں کے دماغوں میں ان چیزوں کو راسخ کردیں اور ان باتوں کی کرید، تلاش اور جستجو کا مادہ ان میں پیدا کریں کیونکہ لوگ سچائی کو نہیں جانتے کہ وہ کیا چیز ہوتی ہے۔ وہ صرف سچ کا لفظ جاننا کافی سمجھ لیتے ہیں......اسی طرح لوگ جھوٹ سے بچنے کے الفاظ تو سنتے ہیں مگر جانتے نہیں کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے......قرآن کریم نے ان امور کی وضاحت کردی ہے۔ احادیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام باتوں کو کھول کر بیان کردیا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ ۲۸ فروری ۱۹۴۱ء مشعل راہ جلد اول صفحہ ۲۶۷ تا ۲۷۰)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی اصلاح معاشرہ کے متعلق ان بیش قیمت زریں نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

حضرت مصلح موعودؓ کی شفقت کا حسین واقعہ

(مکرم محمد فیروز الدین صاحب انور۔کلکتہ)

ایک واقعہ میری زندگی کا ایسا گزرا ہے کہ میں اسے ’’حاصل زیست‘‘ کہتا ہوں اور اس واقعہ سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔

۱۹۴۹ء میں تعلیم الاسلام ہائی اسکول چنیوٹ میں کلاس ششم کا طالب علم تھا۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربوہ کے پہلے جلسہ سالانہ کا اعلان فرمایا۔ اور ساتھ میں جلسہ کے منتظمین کی ڈیوٹیاں بھی لگادیں اور پھر ان لوگوں نے اپنے ماتحت کارندوں اور معاونوں کیلئے ڈیوٹیاں تقسیم کردیں۔ اور خاکسار کے ذمہ مستورات میں معاون مہمان نواز کا کام سپرد ہوا۔

گرمی کافی تھی اور لنگر خانہ سے زنانہ قیام گاہ کا فاصلہ تقریباً مسجد مبارک قادیان سے احمدیہ کالونی قادیان جتنا ہوگا۔ ہمارا کام لنگر خانہ سے زنانہ قیام گاہ سامان لاکر پہنچانا تھا۔ اور ساتھ میں کھانا تقسیم کرنا۔ اور پانی پلانا تھا۔ ہم اور ہمارے ساتھی اس ڈیوٹی سے بہت خوش تھے۔ ایک تو پہلا پہلا جلسہ اور دوسرے نئی نئی ڈیوٹی۔ اور تیسرے یہ کہ ہمارے منتظم صاحب۔ حضرت صوفی غلام احمدؓ جو ہمارے سائنس کے ٹیچر تھے اور والد محترم مکرم جناب مبارک مصلح الدین صاحب ربوہ نے کچھ ایسے ڈھنگ سے کام پر آمادہ کیا کہ ہم دیوانہ وار دوڑ دوڑ کر کام کرتے نہ تھکتے تھے۔

زنانہ قیام گاہ جو کچی اینٹوں سے بیرک نما بنایا گیا تھا۔ ہر طرح کی مستورات سے بھرا پڑا تھا۔ اس میں کچھ مستورات۔ سرگودھا۔ اور جھنگ کے علاقہ سے آئی تھیں۔ جو نہایت سادہ اور دیہاتی تھیں۔ مجھے تو ان کی زبان بالکل سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ مگر اپنے بعض ساتھیوں سے پوچھ کر جواب دیتا۔ اس میں کچھ دیر ہو جاتی کیونکہ میرے ساتھی بعض اوقات ایسی باتوں پر ہنس پڑتے اور پھر بتاتے۔ اس پر ہمیں بھی ہنسی آجاتی۔

اسی لے دے میں ایک قوی ہیکل خاتون جو ہر بات اور حرکت پر کچھ نہ کچھ بڑبڑاتی رہتی تھی اس نے مجھ سے کچھ کہا جو میں سمجھ نہیں سکا۔ اس لئے اپنے ایک ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے اس خاتون سے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے۔ اس پر اس خاتون نے سمجھا شاید میں نے اس کی شکایت کی ہے۔ اس لئے اس کو بہت طیش آگیا اور ایک کافی زوردار تھپڑ مرے بائیں گال پر ماردیا۔

اس کی اس حرکت کو بہتوں نے دیکھا۔ سب دوڑے ہوئے آگئے اور اس سے پوچھنے لگے وہاں موجود والنٹیئر لڑکیوں نے اسے گھیر کے کچھ احتجاج بھی کیا۔ مگر وہ غصہ سے مجھے گھورے جا رہی تھی۔...... میرے ساتھی مجھے دیکھ کر ہنسے جا رہے تھے جس کی وجہ سے مجھے بھی ہنسی آگئی۔ مگر میرا ایک ہاتھ اپنے گال پر سے ہٹا نہیں۔

یہ خبر فوراً حضرت اماں جان (حضرت نصرت جہاں بیگمؓ صاحب) رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو جلسہ گاہ اور قیام گاہ مستورات کی فل انچارج تھیں کو بھی پہنچی۔ آپؓ فوراً سارے کام کاج کو چھوڑ کر جائے وقوع پر پہنچیں۔ خبر کی تفصیل والینٹر لڑکیوں نے بتائی۔ مگر پوزیشن کے مطابق فوری طور پر کچھ کرنا اور کہنا مشکل تھا۔ آپؓ نے مجھے میرے ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ چلنے کو فرمایا اور میں ساتھ چل پڑا۔

آپؓ جہاں سے کام چھوڑ کر آئی تھیں وہیں پہنچ کر رک گئیں۔ پھر بیٹھ گئیں اور مجھے اپنی گود میں بیٹھا لیا۔ میرے حال چال اور بہت کچھ میرے متعلق پوچھتی رہیں۔ اس دوران میرے سر پر سے ہاتھ ہٹا نہیں۔ مگر ایک تبدیلی یہ ہوئی کہ تھپڑ کھا کر تو میں ہنس رہا تھا۔ لیکن آپؓ کی شفقت محبت کا سلوک دیکھ کر میری آنکھیں گنگا جمنا کا نظارہ پیش کرنے لگیں۔ وہاں کافی بھیڑ ہوگئی۔

حضرت اماں جانؓ کیلئے پریشانی یہ تھی کہ وہ عورت بیشک گنوار تھی۔ مگر تھی تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان۔ اسی لئے اس سے اکرام ضیف کا برتاؤ تو کرنا ہی چاہئے تھا اور ساتھ میں میری دلجوئی بھی ضروری تھی۔ آپؓ نے میرے ساتھیوں کو جو مجھے رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے مجھے پنکھا جھلنے اور پانی پلانے کی ہدایت کی۔ اور اسی طرح دوسری عورتوں کو بھی مختلف قسم کی ہدایات دیتیں۔ اور سب سے کام لیتی رہیں اور باقی ساتھیوں کو بھی خوب پیار سے سمجھا کر انہیں ڈیوٹی پر جانے کی ہدایت فرمائی۔

یہ خبر نہ معلوم کس طرح حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گئی۔ یا پھر آپؓ اپنے پروگرام کے مطابق ادھر آنکلے۔ یہاں آنے پر آپؓ کو یہ تازہ اطلاع ملی۔ آپؓ بھی بہت پریشان ہوئے۔ حضرت اماں جانؓ سے کیفیت جاننے کے بعد حضورؓ نے پوچھا پھر آپؓ نے کیا کیا......؟ حضرت اماں جانؓ نے اب تک کی روئیداد پھر سنا دی۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا۔ صرف اتنے سے کام نہیں چلے گا۔ کچھ اور کریں۔

اتنے میں دیکھا کہ دو عورتوں کے ہاتھوں میں برفی کے دو تھال تھے ایک میں تھوڑا کم اور دوسرے میں کچھ زیادہ۔ کم والی تھالی مجھے ملی۔ اور بقیہ بڑی تھالی کو پورے رضا کار لڑکے لڑکیوں میں بانٹ دیا گیا۔

حضورؓ نے بھی ایک ٹکڑے سے توڑ کر پہلے مجھے کھلایا۔ پھر خود کھایا اور مجھ سے پوچھا کس گال پر تھپڑ لگی ہے۔ میں نے اپنے بائیں گال کو بتایا۔ آپؓ نے فوراً اسے چوم لیا۔ اور میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دوسری طرف چلے گئے۔

حضورؓ کے جانے کے بعد وہ عورت جس کا نام ’’گلاب بانو‘‘ تھا میرے سامنے کھڑی ہو کر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر اور سر سے جوئیں نکالنے کے انداز سے ہاتھ پھیر کر نہ معلوم کیا کیا کہتی رہی۔ مجھے صرف ’’وقت۔ وقت‘‘ سمجھ میں آیا۔ پھر اس نے بھی مجھے پیار کیا اور اور میرے ہاتھ میں پانچ روپے بھی دئے۔ میں نے حضرت امام جانؓ کی طرف دیکھا۔ اماں جان نے گویا اجازت دی کہ لے لو۔ چنانچہ میں نے لے لئے۔

اب آج اس عمر پر جب زندگی کی صبح سے شام ہوگئی ہے صدا نکلتی ہے کہ

ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا............کاش! ایسا ہوسکتا۔

تبصرہ کتب

''سوانح فضل عمر''

حصہ اوّل تا پنجم

(مکرم حبیب الرحمٰن زیروی۔ پاکستان)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی سوانح کا خاکہ آپ کی ولادت سے تین سال قبل اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے ان الفاظ میں بیان فرمادیا تھا:

''اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند لبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ (از۔اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶)

فضل عمر فاؤنڈیشن کے اوّلین مقاصد میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فضل عمر کی سوانح کی تالیف و اشاعت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس عظیم الشان سوانح کی اہمیت کے پیش نظر اس کی تالیف و تدوین کا کام مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل فرزندِ فضل عمر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سرانجام دے رہے تھے اور خدا کے فضل سے آپ کو سوانح فضل عمر کی پہلی دو جلدیں تالیف کرنے کی توفیق ملی۔ (یوں پسر موعود کی سوانح جلیل القدر نافلہ نے تحریر فرمائی) منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب مربی سلسلہ کا تقرر بطور مؤلف سوانح فضل عمر منظور فرمایا۔ انہیں سوانح فضل عمر کی جلد سوم، چہارم اور پنجم تالیف کرنے کی سعادت ملی ہے۔ جلد اوّل تا چہارم حضرت مصلح موعودؓ کی سوانح پر مشتمل ہے جبکہ جلد پنجم آپ کی سیرت پر مشتمل ہے۔

سوانح فضل عمر جلد اوّل:

جلد اوّل دسمبر ۱۹۷۵ میں شائع ہوئی۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا:

''حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی سوانح کی تصنیف و ترتیب کا کام فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کے فیصلہ کے مطابق قبل ازیں استاذی المکرّم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے سپرد تھا۔ آپ نے بڑی محنت اور کاوش کے ساتھ کئی سال تک اس بارہ میں متفرق مواد کو یکجا کیا اور ابتدائی چند ابواب کی تصنیف بھی مکمل کر لی لیکن بعد ازاں بعض مصالح کی پیش نظر یہ ذمہ داری خاکسار راقم الحروف کے کندھوں پر ڈال دی گئی۔

خاکسار کیلئے ازسرنو اس کام کا آغاز کرنا ایک مشکل امر تھا اور جو طویل مواد مکرم و محترم ملک صاحب نے بڑی محنت سے یکجا کیا تھا اس کے بغور مطالعہ کے لئے ہی بہت وقت درکار تھا۔ افسوس کہ اپنی دیگر مصروفیات اور مشاغل کے باعث میں اس اہم کام کیلئے خاطر خواہ وقت نہ دے سکا۔ نتیجۃً توقع سے زیادہ تاخیر ہوتی چلی گئی اور اب کئی سال انتظار کے بعد حضرت فضل عمر کی طویل سوانح حیات کی پہلی جلد ہدیہ قارئین کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔

حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی سوانح حیات کئی پہلوؤں سے ایک عام دُنیاوی رہنما یا جرنیل یا اہل قلم سے مختلف اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ اور گو اس وقت ہمارا یہ دعویٰ بعض قارئین کو عجیب معلوم ہو لیکن ہر آنے والا سال ہمارے اس دعویٰ کی صداقت پر نئی شہادتیں ثبت کرتا رہے گا کہ آپ اُن ممتاز ابنائے آدم میں سے تھے جو صدیوں ہی میں نہیں بلکہ ہزاروں سال میں کبھی ایک بار اُفق انسانیت پر طلوع ہوتے ہیں اور جن کی روشنی صرف ایک نسل کو نہیں بلکہ بیسیوں انسانی نسلوں کو اپنی ضیاء پاشی سے منور کرتی رہتی ہے۔ آپ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ کی حیثیت سے اس وقت مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے جب آپ کی عمر صرف ۲۵ برس تھی۔ مسلسل ۵۲ سال تک آپ نے خلافتِ احمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کو سرانجام دیا اور ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی''۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے جلد اوّل کے پیش لفظ میں پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

آپ کی سوانح اس عظیم الشان پیشگوئی کے اجمال کی تفصیل ہیں:

''حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ، ربہ، نے بہت محنت اور عرق ریزی سے انہیں ترتیب دیا ہے۔ پہلی جلد بہت انتظار کے بعد اب قارئین کے ملاحظہ کے لئے تیار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے محبین اور مشتاقین کے جذبہ شوق کیلئے پہلی جلد اور آئندہ جلدیں باعث تسکین اور اطمینان ہوں گی''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے ناظرہ قرآن کریم ختم کرنے پر محمود کی آمین تحریر فرمائی اس آمین کے چند اشعار پیش ہیں۔

حمد وثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنا میں گایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر ودولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نُور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

حضرت مصلح موعود اپنے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذ باللہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا۔ مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا''۔

(الفضل ۶ جون ۱۹۴۲ صفحہ ۸)

اس سلسلہ میں یہ واقعہ بھی آپ کے ذہنی انقلاب کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

''۱۹۰۰ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جبہ لے لیا تھا۔ کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے میں اسے پہن نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔

جب میں گیارہ سال کا ہوا اور ۱۹۰۰ء نے دُنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں، اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح ایک بچے کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا...... مگر آج بھی اس دُعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اُس وقت میں بچہ تھا۔ اب مجھے زائد تجربہ ہے۔ اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا اور وہ جُبہّ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور متبرک ہے یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس ہونے کا تھا، پہن لیا تب میں نے اس کوٹھڑی کے جس میں میں رہتا تھا دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا! اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔''

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت میں اُنیس سال کا تھا مگر میں نے اُسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ:۔

''اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیہ سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دُنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا''۔

''انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں۔ سستی کی بھی، چستی کی بھی۔ علم کی بھی جہالت کی بھی۔ اطاعت کی بھی، غفلت کی بھی۔ مگر آج تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گھڑی ایسی چستی کی گھڑی تھی، ایسی علم کی گھڑی تھی، ایسی عرفان کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرّہ اس عہد میں شریک تھا اور اس وقت میں یقین کرتا تھا کہ دُنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ ملکر بھی میرے اس عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ شاید اگر دُنیا میری باتوں کو سنتی تو وہ ان کو پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا، یقیناً وہ اُسے جنون اور پاگل پن سمجھتی۔ مگر میں اپنے نفس میں اِس عہد کو سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ میں اس عہد کے کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں انہی کے مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے''۔

(الفضل ۲۱ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۳)

سوانح فضل عمر جلد دوئم

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر فرمودہ سوانح فضل عمر جلد دوم کی اشاعت ۱۹۸۸ء میں ہوئی جس میں حضرت فضل عمر کے زمانہ خلافت کے ابتدائی سالوں کا جائزہ لیا گیا۔ نظام جماعت احمدیہ کی تشکیل و ترویج اور نظارتوں کا قیام۔ مجلس مشاورت کا باقاعدہ قیام، تحریک شدھی اور مستورات کی تنظیم ''لجنہ اماء اللہ'' کے قیام کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

''سوانح فضل عمر جلد سوم سے چند اقتباسات:

''سوانح فضل عمر جلد سوم مولانا عبدالباسط صاحب شاہد مربی سلسلہ کی تحریر کردہ ہے جس کی اشاعت ۱۹۹۵ء میں ہوئی جس میں حضرت فضل عمر کے پہلے سفر یورپ۔ جنگ عظیم اوّل اور دوئم۔ حضرت فضل عمر کی خدمت قرآن۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت تحریک جدید اور وقف جدید کے قیام اور حضرت فضل عمر کے دعویٰ مصلح موعود کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ

فرماتے ہیں:

’’جہاں تک میں نے غور کیا ہے، میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس کا جوش پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں‘‘

(منصب خلافت بحوالہ انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۵۔۳۶)

مصلح موعود کی پیشگوئی، اس بارہ میں خدائی انکشاف اور پھر ان نشان کے پورا ہونے کا نہایت پرشوکت اور مؤثر رنگ میں حضرت المصلح الموعود نے بیان فرمایا۔ اور وہ نظارہ بہت رُوح پرور اور وجد آفرین تھا جب حضور نے اس مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چلہ کشی فرمائی تھی یہ اعلان فرمایا کہ:۔

’’میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس شہر ہوشیار پور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اس شہر سے فرمایا...... وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے‘‘ (الفضل ۹ فروری ۱۹۵۶)

آپؓ نے اپنے دعویٰ کے متعلق حلفیہ بیان دیتے ہوئے فرمایا:

’’میں اسی واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ ہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہوگی‘‘۔

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء)

سوانح فضل عمر جلد چهارم سے چند اقتباسات:

سوانح فضل عمر جلد چہارم ۲۰۰۱ء میں طبع ہوئی۔ اور یہ حضرت فضل عمر کے سوانح کا تذکرہ اور آپؓ کی کامیاب و کامران زندگی کے اہم ادوار پر مشتمل ہے۔ جلسہ خلافت جوبلی ۱۹۳۹ء قادیان سے ہجرت، نئے مرکز ربوہ کی تعمیر، ملی خدمات اور بین الاقوامی فورم پر لبنان، عراق اور انڈونیشیا کی آزادی کے لئے جماعت کی خدمات، مسئلہ فلسطین پر بروقت انتباہ اور جامع راہنمائی، ہندوستان کی تحریک آزادی کے مختلف مراحل اور تقسیم برصغیر کے موقع پر پیش آنے والے اہم واقعات اور استحکام پاکستان کیلئے مفید رہنمائی شامل ہیں۔

حضرت فضل عمرؓ فرماتے ہیں:

’’مجھے اپنے لئے اس بحث کی کوئی ضرورت نہیں کہ کون سی آیت میری خلافت پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں۔ میرے لئے خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور زندہ معجزات اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے...... اگر دُنیا جہاں کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا ان کو مچھر کی طرح مسل دے گا اور ہر ایک جو میرے مقابلہ میں اُٹھے گا، گرایا جائے گا۔ جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا اور جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود ذلیل اور رسوا ہوگا۔

پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنے والو! میں تم سے کہتا ہوں، خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جب تک آپ لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا...... پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں۔ خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو...... بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے تم دُعاؤں میں لگے رہو تا کہ قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اس ارشاد کا یہی مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم دُعا کرو کہ میرے بعد تمہیں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں دُعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں دُعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تمہیں چوتھی خلافت ملے۔ ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دُنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے۔ کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے اس آیت میں کیا ہے‘‘

(خلافت راشدہ انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۹۲۔۵۹۳)

حضرت فضل عمر کی تصانیف:

فضل عمر فاؤنڈیشن نے ان علمی خزانوں کی ضرورت و اہمیت اور احباب جماعت کی خواہش و اصرار کے احترام میں حضورؓ کی کتب ’’انوار العلوم‘‘ اور علوم و معارف کے بکھرے ہوئے خطبات ’’خطبات محمود‘‘ کے نام سے شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلہ کی بعض کتب ہمارے قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ اس وجہ سے حضور کی تصانیف و تقاریر الگ پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہاں یہ اعتراف بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی کتب کا خلاصہ و تعارف پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ آپ کی تصانیف میں علوم و معارف کا اتنا ہجوم ہے کہ اس کا اپنے اپنے ظرف کے مطابق کسی قدر اندازہ انتہائی مفید و موثر کتب کو پڑھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ روحانی ورثہ جو قرآن کریم کی ایسی تشریح و تفسیر ہے جس سے خاتم الکتب کی ارفع و اعلیٰ شان ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے صاحب لولاکﷺ کے بے مثال مقام کی توضیح و تبیین ہوتی ہے، اتنا تنوع ہے کہ انہیں پڑھنے کے بعد یہی شعور و احساس حاصل ہوتا ہے کہ ان سے صحیح طور پر استفادہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انکا بار بار بالالتزام مطالعہ کیا جاتا رہے۔

تفسیر قرآن تو آپ کا مرغوب و پسندیدہ موضوع تھا۔ صاحب جوامع الکلم کے ارشادات کی حکمت و فلسفہ بیان کئے بغیر تو کوئی بھی سنجیدہ موضوع مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ ان معارف کے پہلو بہ پہلو علم تمدن، علم معاشیات، علم سیاست، علم مناظرہ، علم تاریخ و فلسفہ، علم نفسیات، علم زراعت، علم صنعت و حرفت، علم تہذیب و اخلاق اور دوسرے مفید علوم آپ کی تصانیف و تقاریر کی پہچان ہیں۔ آپ کی تصانیف کی فہرست سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ ۴۷۲ تا ۴۹۶ میں شامل ہے۔

سیدنا حضرت فضل عمرؓ جلسہ سالانہ خلافت جوبلی (۱۹۳۹ء) کی تقریر میں بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:

’’میں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا، میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اُٹھائے۔ وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاست اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ برا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جاسکے گا۔ پیغامی ہوں یا مصری انکی اولادیں جب بھی خدمت دین کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ وہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ بلکہ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے۔ پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو‘‘

(خلافت راشدہ بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۸۷)

حضرت فضل عمر کا منظوم کلام:

سوانح فضل عمر جلد اوّل میں حضرت المصلح الموعود کے منظوم کلام کے چند منتخب اشعار پیش کئے گئے ہیں۔ حضورؓ عمر بھر اس خدا داد ملکہ سے کام لیتے ہوئے جماعت کی تربیت و تلقین کے لئے اردو، عربی اور فارسی میں اشعار کہتے رہے آپؓ کے ہر شعر میں کوئی نہ کوئی پیغام ہے۔ آپ کے اشعار کا مجموعہ ’’کلام محمود‘‘ کے نام سے شائع شدہ ہے جو کہ تقریباً چار ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ کے کلام کی اثر پذیری اور افادیت کا اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اشعار ایک لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود جماعت کے افراد میں آج بھی اسی طرح مقبول اور معروف ہیں جیسے آپ کی زندگی میں تھے۔ چند اشعار درج ذیل ہیں۔

مومن تو جانتے ہی نہیں بزدلی ہے کیا
اس قوم میں فرار کا دستور ہی نہیں
اے شعاعِ نور! یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں مجھے رسوا نہ کر

....

فرزانوں نے دُنیا کے شہروں کو اُجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے
ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کردوں انجام خدا جانے

....

ربوہ کو تیرا مرکزِ توحید بنا کر
اِک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں
ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دُعا گو
کعبہ کی پہنچتی رہیں ربوہ کو دُعائیں

....

آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں
جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

....

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

....

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پرواہ جاتی ہے اگر تو جانے دو
محمود اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اُس پہ توکل کر کے چلو، آفات کا خیال ہی جانے دو

....

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زورِ دُعا دیکھو تو
کیا ہوا تم سے جو ناراض ہے دُنیا محمود
کس قدر تم پہ ہیں الطاف خدا دیکھو تو

....

نفسی نقطه آسمان کی طرف اٹھایا جانا:

۱۹۱۴ء سے شروع ہونے والا مبارک دور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ کامیابی و کامرانی کی عظیم منزلیں طے کرتے ہوئے برابر آگے بڑھتا گیا۔ نصف صدی کی اس خوشگوار اور ایمان افروز داستان میں بعض نہایت مشکل اور کڑے وقت بھی آئے۔ خلافت ثانیہ کے بابرکت دور کے آغاز ہی میں قادیان سے تعلق منقطع کرنے والوں نے قادیان کی بعض عمارتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم نے یہ عمارتیں خدمت اسلام کیلئے بنائی تھیں مگر جلد ہی ان پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ ایک اور طرف سے یہ آواز گونجتی ہوئی سنائی دی کہ جماعت کی اکثریت تو ہمارے ساتھ ہے۔ اقلیت جلد ہی ختم ہو جائے گی۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک بھاری بھرکم آواز یہ کہتے ہوئے سنی گئی کہ منارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہادی جائیں گی اور قادیان سے احمدیت کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اپنی اس خوش فہمی کی بناء پر اپنے نام کے ساتھ ’’فاتح قادیان‘‘ لکھنا شروع کر دیا۔ ان شدید ترین مخالفتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے احیاء دین اور قیام شریعت

کی خوشنما کونپل آہستہ آہستہ زمین میں مستحکم ہوتی گئی۔اس کی جڑیں مضبوط اور اس کا تنا اور پھل پھول بڑھتے اور پھلتے چلے گئے ۔افریقہ کے متعدد ممالک، امریکہ کی متعدد ریاستیں، یورپ کے متمدن و مہذب ممالک، ایشیاء اور آسٹریلیا کے مختلف مقامات احمدیہ خدمات سے استفادہ کرنے لگے۔بیرونی ممالک میں تحریک جدید پھلنے پھولنے لگی۔اندرون ملک اصلاح وارشاد اور وقف جدید کا اصلاحی جال طائران قدس کو اپنی طرف مائل کرنے لگا۔مخالفوں کی مخالفتیں۔ ھباء منثوراً ہوتی چلی گئیں۔اور احمدیت اپنے نیک اثرات دنیا بھر میں پھیلانے لگی۔حضرت فضل عمر کا قائم شدہ نظام جس کی آپ نے لمبا عرصہ خودنگرانی اور حفاظت فرمائی قدرتی اور طبعی طریق سے ہمہ جہتی ترقی کرنے لگا اور احمدیت کا ہر آنے والا دن پہلے دن سے بہتر حالت پر طلوع ہوا۔حضرت فضل عمر طبعی و بشری تقاضوں کے مطابق عمر کے آخری حصہ میں بیمار ہوگئے۔آپ سے والہانہ محبت وعقیدت کی وجہ سے جماعت کے ہر فرد کو یہ بیماری بہت دکھ دینے والی اور بہت لمبی لگی مگر اس میں بھی کئی مصالح اور فوائد مضمر تھے۔

حضرت فضل عمرؓ نے تحریر فرمایا:

''اے میرے خدا! جو میرا حقیقی باپ اور آسمانی باپ ہے مجھے اپنے بچوں کی فکر نہیں ہے کہ وہ یتیم رہ جائیں گے۔مجھے اس کی فکر ہے کہ وہ جماعت جو سینکڑوں سال بعد تیرے مامور نے بنائی تھی وہ یتیم رہ جائے گی۔''

(الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۵۵ء)

۱۹۵۳ء کے قاتلانہ حملہ اور ۱۹۵۵ء میں اعصابی کمزوری، گھبراہٹ وغیرہ کے دورہ کے بعد ڈاکٹروں نے حضرت فضل عمرؓ کو بغرض علاج اور آرام یورپ یا امریکہ جانے کا مشورہ دیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو سفر یورپ کیلئے قصر خلافت ربوہ سے روانہ ہوئے اور علاج کے بعد ۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو حضور انورؓ بخیریت کراچی واپس تشریف لائے اور آپؓ کی صحت عارضی طور پر بحال ہونی شروع ہوئی۔ ۱۹۵۷ء میں آپؓ نے مجلس مشاورت کے تمام اجلاسات کی صدارت فرمائی۔اسی طرح ۱۹۶۰ء تک آپؓ نے جلسہ سالانہ پر تقاریر فرمائیں۔

۱۹۶۱۔۱۹۶۲ کے جلسہ سالانہ پر حضور کی تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے پڑھ کر سنائیں۔جلسہ سالانہ ۱۹۶۳۔اور ۱۹۶۴ء پر حضرت فضل عمر کے پیغامات حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھ کر سنائے۔ ۱۹۶۰ء سے مسلسل حضرت فضل عمر بستر علالت پر رہے اور بیماری کے مختلف ادوار آئے لیکن ۱۹۶۵ء میں آپ کی صحت مسلسل خراب رہنی شروع ہوئی اور صحت زیادہ بگڑنی شروع ہوئی۔ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت فضل عمرؓ کی آخری بیماری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ہمارے نہایت ہی پیارے امام، میرے محبوب روحانی اور جسمانی باپ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی بیماری کے آخری چند لمحات کی یاد ایک نہ مٹنے والا نقش ہے......تمام اعزاء اور اقرباء بھی سب ارد گرد اکٹھے تھے۔سب کے ہونٹوں پر دُعائیں تھیں اور سب کی نظریں اس مقدس چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔سانس کی رفتار تیز تھی۔اور پوری بے ہوشی طاری تھی۔چہرے پر کسی قسم کی تکلیف یا جدوجہد کے آثار نہ تھے۔میں نے کسی بیمار کا چہرہ اتنا پیارا اور ایسا معصوم نظر آتا ہوا نہیں دیکھا۔میں نہیں جانتا کہ اس حالت میں ہم کتنی دیر کھڑے رہے اور سانس کی کیفیت میں وہ کیا تبدیلی تھی جس نے ہمیں غیر معمولی طور پر چونکا دیا......میں نے سورہ یٰسین کی تلاوت کردی......سورہ یٰسین کی تلاوت کے دوران ہی میں سانس کی حالت اور تشویشناک ہو چکی تھی اور تلاوت کے اختتام تک زندگی کی کشمکش کے آخری چند لمحے آ پہنچے تھے......تقریباً بیس منٹ کے بعد حضور کو اپنے آسمانی آقا کا آخری بلاوا آ گیا۔اس وقت کا منظر اور کیفیت نا قابل بیان ہیں۔ہم نے آسمان سے صبر اور سکینت کو اپنے قلوب پر نازل ہوتے ہوئے دیکھا۔اور یوں محسوس ہوا جیسے ضبط وتحمل کی باگ ڈور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔آنکھوں سے آنسو ضرور جاری تھے اور دلوں سے دعائیں بھی بدستور اُٹھ رہی تھیں مگر سب دل کامل طور پر راضی برضا اور سب سر اپنے معبود، خالق و مالک کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ہم ٹکٹکی لگا کر اسی طرح خدا جانے کب تک اس پیارے چہرے کی طرف دیکھتے رہے جسے موت نے اور بھی زیادہ معصوم اور حسین بنا دیا تھا''۔

(سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ ۵۳۲۔۵۳۵)

۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو یہ دور تکمیل کو پہنچا۔اس دور کی غیر معمولی کامیابیوں کے پس پردہ یقیناً خدائے قادر وتوانا کا مضبوط ہاتھ تھا۔سوانح فضل عمر حصہ چہارم صفحہ ۵۴۳ تا ۵۴۵ میں حضرت فضل عمر کی حیات طیبہ پر ایک نظر ڈالی گئی ہے۔سوانح کا زیر نظر جلدوں میں حضرت فضل عمر کی زندگی کے مختلف ادوار کا کسی قدر احاطہ کیا گیا ہے۔تاہم اس فدائی ملت کے کارنامے مرور زمانہ کے ساتھ مدھم ہونے کی بجائے زیادہ نمایاں ہوتے چلے جائیں گے اور اس موضوع پر تحقیق وتحریر کا کام بھی ہمیشہ جاری رہے گا۔

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو
مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو
اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے
(کلام محمود)

سوانح فضل عمر جلد پنجم:

حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت مبارکہ کا احاطہ کرنا سہل نہیں ہے۔سوانح فضل عمر جلد پنجم جس کی اشاعت ۲۰۰۴ء میں ہوئی اس جلد میں آپ کی سیرت کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ۵۶۵ صفحات پر مشتمل اس جلد میں سیرت مصلح موعود کے نمایاں پہلوؤں کی بعض مثالیں دی گئی ہیں۔جن میں محبت الٰہی عشق رسول، قبولیت دعا، مخالفوں سے حسن سلوک، آپ کا علمی ذوق، تبلیغ دین، تربیت کے انداز، مہمان نوازی، خدمت خلق، حضور کے بعض سفروں کے واقعات، حضور کے بعض خطوط اور بعض دیگر حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔علاوہ ازیں محنت کی عادت، عائلی زندگی حضرت فضل عمر کی شادیوں اور مبارک اولاد کی تفصیل دی گئی ہے اور زندگی کے بعض دوسرے دریچے کھولے گئے ہیں۔آپؓ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ احباب جماعت کیلئے روشنی کا مینار ہے جس سے ہم اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشعلِ راہ سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی سیرت کے نور سے ہمارے سینے روشن کردے۔آمین۔

چند اقتباسات:

سوانح فضل عمرؓ جلد پنجم میں حضرت فضل عمر کی حیات مبارکہ سے متعلق مختلف ادوار کی ۱۲۰ نادر اور نایاب تصاویر شامل کی گئیں ہیں جنہیں ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن نے انتہائی کوشش اور محنت سے اکٹھا کیا ہے۔نیز حضرت فضل عمرؓ کی ایک نادر تحریر کا عکس بھی شامل کیا گیا ہے۔

حضرت فضل عمرؓ تحریر فرماتے ہیں:

''اے عزیزو! اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں مگر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صاف کپڑے کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔میلے پر اور میل بھی لگ جائے تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔پس اپنے آپ کو صاف رکھو تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔اتحاد، محبت، ایثار، قربانی، اطاعت، ہمدردیٔ بنی نوع انسان، عفو، شکر، احسان اور تقویٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔

یاد رکھو! تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت۔دُنیا تم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر مجھے اس کا فکر نہیں۔اگر تم خدا کو ناراض کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کرلو تو دُنیا تم کو ہلاک نہیں کر سکتی کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے، نہ ہلاک ہونے کیلئے''

(الحکم ۱۴ اگست ۱۹۲۴ء)

آئندہ نسلوں کی تربیت و راہنمائی بھی حضورؓ کے مدنظر تھی۔اس کے متعلق ایک اور موقع پر فرمایا:

''اس میں شک نہیں کہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے متعلق ہزار سال قبل بھی غور کرنا ضروری ہوتا ہے۔مثلاً ابھی ہمیں حکومت نہیں ملی مگر اس کے قواعد اور طریق نظم ونسق کے متعلق میری کتابوں میں بحثیں موجود ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں جو نور ملا ہے اسے بعد میں آنے والوں کی نسبت ہم زیادہ اچھی طرح پیش کر سکتے ہیں اور چونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے ہم اسے پیش کرتے رہتے ہیں تا آئندہ نسلوں کو فائدہ پہنچ سکے۔کیونکہ اس بارہ میں وہ ہماری رہنمائی کی بہت زیادہ محتاج ہیں''

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۰ء صفحہ ۳۲)

خدا تعالیٰ نے حضرت فضل عمر کو ایسی کامیاب زندگی سے نوازا جو دُنیا میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔حضورؓ اپنی زندگی کے گزرے ہوئے ایام کو ذہن میں لاتے ہوئے بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:

''خدا نے ایک ایک کر کے مجھے سچائیوں کے قائم کرنے کا موقع دیا ہے۔ایک منٹ کے لئے بھی میں شبہ نہیں کر سکتا کہ مجھ سے ان معاملات میں غلطیاں ہوئی ہیں بلکہ خواہ مجھے ایک کروڑ زندگیاں دی جائیں اور ایک کروڑ دفعہ مر کر میں پھر اس دنیا میں واپس آؤں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ میں پھر بھی اسی طرح ان صداقتوں کی تائید کروں گا جس طرح گزشتہ زندگی میں کرتا رہا ہوں۔

میرے لئے سب سے بڑا فخر یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تعلیمیں جنہیں بعض لوگ مٹانے کی فکر میں تھے، جنہیں بعض لوگ دبانے کی فکر میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے ذریعہ زندہ کیا......اللہ تعالیٰ اپنے کام کیلئے آسمان سے نہیں اُترتا۔وہ اپنے کسی بندے کے ہاتھ کو ہی اپنا ہاتھ قرار دیتا اور اپنے کسی بندے کی زبان کو ہی اپنی زبان قرار دیتا ہے۔تب اُس کا ہاتھ جو کچھ کرتا ہے وہ درحقیقت خدا ہی کرتا ہے اور اُس کی زبان جو کچھ کہتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کہہ رہا ہوتا ہے۔پس مجھے خوشی ہے کہ اس ہاتھ کے بلند کرنے کیلئے خدا نے اپنے فضل سے مجھے چن لیا اور جو کچھ وہ عرش سے کہہ رہا تھا اُسے اس نے میرے ذریعہ سے دنیا میں پھیلایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو ایسے طور پر قائم کر دیا کہ ان مسائل کے متعلق دشمن اب کسی طرح حملہ نہیں کر سکتا''۔

(الفضل ۱۲ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۳)

ایک اور جگہ حضورؓ فرماتے ہیں:

''جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، جب لوگ میرے کاموں کی نسبت ٹھنڈے دل سے غور کر سکیں گے، جب سخت دل سے سخت دل انسان بھی جو اپنے دل میں شرافت کی گرمی محسوس کرتا ہوگا، ماضی پر نگاہ ڈالے گا۔جب وہ زندگی کی ناپائیداری کو دیکھے گا اور اس کا دل ایک نیک اور پاک افسردگی کی کیفیت سے لبریز ہو جائے گا اس وقت وہ یقیناً محسوس کرے گا کہ مجھ پر ظلم کیا گیا اور میں نے صبر سے کام لیا۔حملہ پر حملہ کیا گیا لیکن میں نے شرافت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اگر اپنی زندگی میں مجھے اس شہادت کے سننے کا موقع میسر نہ آیا تو میرے مرنے کے بعد بھی یہ گواہی میرے لئے کم لذیذ نہ ہوگی۔یہ بہترین بدلہ ہوگا جو آنے والا زمانہ اور جو آنے والی نسلیں میری طرف سے ان لوگوں کو دیں گی اور ایک قابل قدر انعام ہوگا جو اس صورت میں مجھے ملے گا''۔

(انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۳)

''سوانح فضل عمر'' کے اس تعارف کو حضورؓ کے ہی الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے:

''پس میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت اور اپنے جلال اور اپنی بے انتہا قدرتوں کا مظہر بنادے اور اس کی شان اور عظمت تمام دنیا اور اس کے ہر گوشہ میں ظاہر ہو اور خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کیلئے اور اس کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ اس کی راہ میں قربان کر دیں اور ہماری نسلوں کو بھی توفیق عطا فرمادے اور کوئی وسوسہ ہمیں اس سے جدا نہ کر سکے۔وہ ہمارا ہو اور ہم اس کے ہو جائیں۔اَللّٰھم آمین۔

(الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۱)

میری تو حق میں تمہارے یہ دُعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو
ظلمتِ رنج و غم و درد سے محفوظ رہو
مہر انوار درخشندہ رہے، شام نہ ہو
(کلام محمود)

خلافت حاصلِ ایمان

خلافت حاصلِ ایمان، خلافت حاصلِ اِیقان
خلافت قاتلِ شیطان، خلافت فاتحِ غیران
خلافت راہبرِ رشیان، خلافت ضامنِ نروان
خلافت تاجِ درویشان، شاہد تین صد تیران
خلافت مظہر ہستی، یہ نُورِ جہاں پستی
اندھیرے سے اُجالے میں، لائی نوح کی کشتی

خلافت منبع عرفان، خلافت رحمتِ رحمان
خلافت پوششِ عُریان، خلافت عظمت انسان
خلافت خادمِ قرآن، خلافت مفسّرِ فُرقان
یاں خورشید اِک روشن، خاک پاک مجذوبان
خلافت محشرِ ربیّ، شنبھل، ارضِ حرم بستی
لئے توحید کا پرچم، مسیح موعودؑ کی ہستی

(خورشید احمد پربھاکر، درویش قادیان)

بقیہ: حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کا جذبہ تبلیغ

ہے، اوران کے جسم سے نورانی شعاعیں نکلتی ہیں۔ان کا اثر ہوتا ہے پس اپنے اندر وہ سوز اور گداز پیدا کرو کہ لوگ خود بخود تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں اور ہر ایک اس فرض کو سمجھے تا ایسا نہ ہو کہ ہماری کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلے۔

اوّل یہ سن لو کہ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اشاعتِ اسلام کرے۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اس کے لئے جو ذرائع ہیں جب تک ان سے کام نہ لیا جائے، نتیجہ نہیں نکل سکتا۔تمہارے دل میں لوگوں کا پیار، محبت اخلاص ہونا چاہئے اوران کے لئے اپنے اندر قربانی کے جذبات پیدا کرنے چاہئیں اس کو دیکھ کر لوگوں میں تمہاری باتیں سننے، سمجھنے اوران سے فائدہ اٹھانے کا خیال ہوگا، لیکن اگر تم کسی پر اس طرح کوئی اثر نہیں ڈال سکتے اوراس کو اپنی باتوں کی طرف متوجہ نہیں کر سکتے تو پھر دلائل سنانے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔عملی طور پر انہیں اپنی ہمدردی اور اخلاص کا ثبوت دینے کی ضرورت ہے اور جب کسی کے اندر ہمدردی اور اخلاص اور درد پیدا ہوجائے تو پھر اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی، خود بخود اس کا احساس ہونے لگ جاتا ہے۔بیٹری پکڑو تو آپ ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں بجلی ہے۔اسی طرح جس کے دل میں خدا کی محبت اور اخلاص ہو وہ اس کی مخلوق سے بھی محبت کرنے لگ جاتا ہے اوراس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔جس کے پاس سے گزرتا ہے وہ خود بخود اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔

دیکھو مقناطیس کے ساتھ لوہے کو اُٹھا کر رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔مقناطیس خود بخود لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔اسی طرح وہ انسان جو قوتِ مقناطیسی اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے اس کو بولنے کی ضرورت نہیں ہوتی، خود بخود اس کا اثر پڑتا ہے۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گونگا بن کر بیٹھا رہتا ہے۔وہ زبان سے بھی کام لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہے۔اسی طرح آنکھ سے دیکھتا، ہاتھ سے چھوتا ہے مگر اس کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس سے دوسرے کا قلب صاف ہوگا۔وہ نگاہ ڈالتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اس کا اثر ہوگا۔وہ بات کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ بے اثر نہ رہے گی۔اسی طرح وہ اپنے ہر ایک عضو کو اثر ڈالنے کیلئے استعمال کرتا ہے اور جب وہ اس قدر ہتھیاروں سے کام لیتا ہے۔تو پھر اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔پس جس کی زبان، آنکھ، قلب اور جسم میں اثر پیدا ہو جاتا ہے اس کے اندر آگ نمودار ہو جاتی ہے اور جہاں آگ ہوگی، اثر کئے بغیر نہیں رہے گی۔اگر کسی مکان میں آگ جلا دو تو وہ گرم ہو جائے گا۔اسی طرح جب کسی انسان کے اندر خدا کی محبت کی آگ پیدا ہوتی اور قلب میں ہمدردی کی آگ بھڑکتی ہے تو جسم زبان، آنکھ، ہاتھ میں اس کی تاثیر آجاتی ہے۔

پس تم اپنے اندر ایسی آگ پیدا کرو اوراس کو پیدا کر کے لوگوں سے اخلاص اور محبت سے بات چیت کرو۔کسی مسئلہ کے متعلق دلائل جاننے کا ثبوت دینے کیلئے نہیں۔بحث کرنے کے لئے نہیں، چپ کرانے کیلئے نہیں بلکہ اس طرح ان سے ہمدردی کرو جس طرح ڈوبنے والے کو بچانے کیلئے کی جاتی ہے۔

تم مقناطیس بن جاؤ کہ لوگ خود بخود کھنچے آئیں۔تم آگ ہو جاؤ کہ لوگوں کے خس و خاشاک جل جائیں اور تمہارے ذریعہ پاک وصاف ہو جائیں۔لیکن اگر تم نے علماء پر بھروسہ رکھا اور خود کچھ نہ کیا تو قیامت آجائے گی مگر تم وہ دن نہ دیکھو گے جو کامیابی کا دن ہے اوراس فرض کو پورا نہ کرسکو گے جس کیلئے کھڑے کئے گئے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ تبلیغ دین میں پوری کوشش اور ہمت سے لگ جائے اور ایسے طریق اختیار کرے جو کامیابی کیلئے مقرر ہیں''۔ (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۲۰ء)

حضرت مصلح موعودؓ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ دُنیا پر ظاہر کرنے کیلئے تا دم آخر کوشاں رہے۔ چنانچہ اس خواہش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''خدا نے ایک ایک کر کے مجھے سچائیوں کے قائم کرنے کا موقع دیا ہے۔ایک منٹ کے لئے بھی میں شبہ نہیں کرسکتا کہ مجھ سے ان معاملات میں غلطیاں ہوئی ہیں بلکہ خواہ مجھے ایک کروڑ زندگیاں دی جائیں اور ایک کروڑ دفعہ مر کر میں پھر اس دنیا میں واپس آؤں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ میں پھر بھی اسی طرح ان صداقتوں کی تائید کروں گا جس طرح گزشتہ زندگی میں کرتا رہا ہوں۔میرے لئے سب سے بڑا فخر یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تعلیمیں جنہیں بعض لوگ مٹانے کی فکر میں تھے، جنہیں بعض لوگ دبانے کی فکر میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے ذریعہ زندہ کیا......''۔ (الفضل ۱۲ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۳)

بقیہ: حضرت مصلح موعودؓ اور خدمت قرآن

صدارتی تقریر میں فرمایا:۔

''ایسی پُر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے۔خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ زائل نہ ہو جائے۔ (الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۲۷ء)

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مری میں ۱۹۶۲ء کو پاکستان کے سابق صدر جناب ایوب خان صاحب سے ملاقات کی اور حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب دیباچہ تفسیر القرآن دی۔اُس وقت صدر ایوب نے کہا کہ ۱۹۵۰ء میں اپنے کوئٹہ کے قیام کے دوران حضرت مصلح موعودؓ نے سٹاف کالج کے تمام افسران کو دعوت دی۔میں بھی مدعو تھا چائے ختم ہوئی تو حضور نے تقریر شروع کی۔جب وہ تقریر کیلئے اُٹھے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب تو وقت کا ضیاع ہوگا کیونکہ ایک مذہبی رہنما کو فوج کے نقطہ نظر کی کیا خبر......؟ اور خطرات کی نشاندہی سے کیا کام؟ لیکن جب انہوں نے مضمون بیان کیا اور تقریر ختم کی تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ آج پہلے دن میں نے سٹاف کالج میں داخلہ لیا ہے جس شخص کو خدا نے ایسا زبردست دماغ دیا ہو اور غیر متعلقہ علوم میں اس کی دسترس اس غضب کی ہو تو دینی علوم میں اس کے ادراک کا کیا عالم ہوگا......؟

یہ تمام واقعات کسی نہ کسی رنگ میں آپؓ کی خدمت قرآن کا پہلو لئے ہوئے ہیں اور آپ اس پیشگوئی کے مصداق ہیں کہ وہ ''علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت عہد خلافت میں دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی زبانوں میں قرآن مجید پہنچانے کا منصوبہ بنایا جو بے حد کامیاب ثابت ہوا آپ کے عہد باسعادت میں انگریزی۔ڈچ۔جرمن۔سواحیلی۔ہندی۔گورمکھی (پنجابی) ملایائی۔انڈونیشین۔فیلیئ روسی۔فرانسیسی، پرتگیزی، اطالوی اور ہسپانوی وغیرہ چودہ زبانوں میں ترجمہ شائع ہو کر لاکھوں سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنے اور آپ کا خدمت قرآن کا یہ عظیم الشان کارنامہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔انشاء اللہ۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

☆......۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء کو دہلی میں

ہوشیار پور میں یہ جلسہ شیخ مہر علی صاحب کے طویلہ کے قریب منعقد کیا گیا۔جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چلہ فرمایا تھا حضرت مصلح موعودؓ نے اس مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلان فرمایا:

''وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس شہر ہوشیار پور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اس شہر میں فرمایا......وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے'' (سوانح فضل عمر جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

لاہور میں منعقدہ جلسہ میں حضورؓ نے اعلان فرمایا:

''میں اس واحد قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔''

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۴۹)

۱۹۴۴ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورؓ نے پیشگوئی مصلح موعود کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر کی جس کے آخر پر حضور نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مصلح موعود ہونے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائیں۔جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افترا سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اوراس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کرلے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی موکد بعذاب قسم کھا کر اعلان کردے کہ اسے خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں۔پھر اللہ تعالیٰ خود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرمادے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق'' (بحوالہ سوانح فضل عمر جلد ۳ صفحہ ۳۷۵)

پیشگوئی کے مصداق سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کارہائے نمایاں اور خدمت اسلام سرانجام دی، قیامت تک اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت بنتا رہے گا۔

ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے (آمین)

(قریشی محمد فضل اللہ)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

حضور ایدہ اللہ کا بلجیم میں ورود مسعود۔ شدید سردی اور موسم کی شدت کی پرواکئے بغیر مختلف قوموں اور رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے عشاقان خلافت کے ایک ہزار سے زائد کے مجمع کی طرف سے حضور انور کا پُر جوش والہانہ استقبال۔

امید ہے کہ مراکش (المغرب) کے لوگ بڑی تعداد میں احمدیت قبول کریں گے اور اسلام کو پھیلانے کے لئے دوسروں کے لئے نمونہ بنیں گے۔ الجزائر، تیونس اور دوسرے ممالک سے بھی لوگ احمدیت میں داخل ہورہے ہیں۔

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حکمت اور دانائی سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائے۔

8 بچوں اور 4 بچیوں کی تقریب آمین۔ ایک حکومتی منسٹر کی طرف سے خوش آمدید۔ برسلز شہر کے اندر مسجد کے لئے مجوزہ جگہ کا معائنہ۔ نومبائعین کی حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقات کی دلچسپ اور ایمان افروز تفصیلات

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

دورۂ بلجیم

12/دسمبر 2009ء بروز ہفتہ:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے تین ممالک بلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کے سفر پر روانہ ہوئے۔

صبح سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد وخواتین مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد پانچ گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ برطانیہ کی بندرگاہ Dover Port کے لئے روانہ ہوا۔ ان میں دو گاڑیاں مرکز اور جماعت انگلستان کی نمائندگی میں حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے Dover تک جارہی تھیں۔ لندن سے ڈوور قریباً 109 میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ مسافت ایک گھنٹہ 35 منٹ میں طے کرنے کے بعد گیارہ بج کر پچاس منٹ پر قافلہ Dover کی بندرگاہ پہنچا۔

مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت UK، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج UK، مکرم مرزا ناصر انعام نائب صدر خدام الاحمدیہ UK، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (دفتر تبشیر)، مکرم مرزا محمود احمد صاحب (مرکزی آڈیٹر)، مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت) اپنے دیگر سٹاف اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور الوداع کہنے کے لئے ساتھ آنے والے تمام احباب اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا اور امیر جماعت یوکے اور مبلغ انچارج یوکے سے گفتگو فرمائی اور ہدایات دیں۔

امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد بارہ بج کر چالیس منٹ پر جہاز راں کمپنی P&O کی فیری Pride of Kent میں سوار ہوئے۔ فیری کی انتظامیہ نے سب سے پہلے حضور انور کے قافلے کے گاڑیوں کو Priority کی بنیاد پر بورڈ کیا۔ گاڑیاں فیری (Ferry) کے اندر پارک ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اسپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

ایک بج کر دس منٹ پر فیری Dover سے فرانس کی بندرگاہ Kalais کے لئے روانہ ہوئی۔

فیری کے ایک لاؤنج میں ایک علیحدہ حصہ مخصوص کر کے نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا۔ فیری کے منتظمین نے خصوصی طور پر یہ جگہ مہیا کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبلہ کا تعین فرمایا اور ایک بج کر پچیس منٹ پر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔

تقریباً ایک گھنٹہ 35 منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق تین بج کر 45 منٹ پر فیری فرانس کی بندرگاہ Calais پر لنگر انداز ہوئی۔ (فرانس اور برطانیہ کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے اور فرانس کا وقت برطانیہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے)۔

پورٹ پر امیر صاحب بیلجیئم مکرم سید حامد محمود شاہ صاحب، میاں اعجاز احمد صاحب جنرل سیکرٹری، ڈاکٹر ادریس احمد صاحب صدر جماعت برسلز، منیر احمد بھٹی صاحب صدر جماعت Eupen، مکرم Tom Snauwaert صاحب سیکرٹری امور خارجہ اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ محمد اسماعیل خان صاحب اپنی خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں سے بلجیم کی گاڑیوں نے قافلے کو Escort کیا۔

Kalais پورٹ سے قافلہ بلجیم کے شہر برسلز کے لئے روانہ ہوا۔ 35 میل کا سفر طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک کی حدود میں داخل ہوئے۔ یہاں بارڈر سے برسلز شہر کا فاصلہ 79 میل ہے۔ قریباً پونے دو گھنٹے کے سفر کے بعد پانچ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا برسلز (بلجیم) کے مشن ہاؤس ''بیت السلام'' میں ورود مسعود ہوا جہاں ملک بھر کی تمام جماعتوں سے آنے والے ایک ہزار سے زائد مرد وخواتین اور بچوں بوڑھوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

یہ لوگ صبح گیارہ بجے سے ہی اپنے محبوب آقا کے استقبال کے لئے مشن ہاؤس میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ حضور انور کی آمد تک مشن ہاؤس کا احاطہ ان پروانوں سے بھر چکا تھا۔ شدید سردی تھی لیکن یہ عشاق موسم کی شدت کی پرواہ کئے بغیر اپنے آقا کی آمد کے انتظار میں کھلے آسمان تلے کھڑے تھے۔ ان میں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے نومبائعین بھی تھے۔ سیاہ رنگ والے بھی تھے اور سفید رنگ والے بھی تھے۔ عربی بھی تھے اور عجمی بھی تھے اور سبھی ایک ہی صف میں ایستادہ تھے اور اپنے پیارے آقا کی آمد پر محبت وفدائیت کے نغمے الاپ رہے تھے۔

ان نومبائعین میں سے بہت سے ایسے تھے جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چہرہ مبارک کو قریب سے دیکھا تھا۔ حضور کے عشق میں مخمور ہو کر جب یہ استقبالیہ گیت اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر پیش کر رہے تھے تو یوں لگتا تھا کہ یہ تربیت یافتہ پرانے احمدی ہیں۔ لیکن یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ایک ایک دو دو ماہ قبل بیعت کی تھی۔ ان میں مراکش، الجزائر، یمن اور موریطانیہ کے باشندے بھی تھے۔ نائیجیریا، غانا، ٹوگو، آئیوری کوسٹ، کونگو اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے بھی تھے۔

دوسری طرف خوبصورت لباس میں ملبوس بچیاں بھی کورس کی صورت میں استقبالیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں اور خواتین زیارت کی سعادت پا رہی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ان عشاق کے درمیان 15 منٹ تک رونق افروز رہے اور مبلغ سلسلہ حافظ احسان سکندر صاحب سے نومبائعین کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ ہر چھوٹے بڑے کی زبان سے فدائیت کا اظہار ہو رہا تھا۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور نماز کی تیاری کی ہدایت کر کے اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد کے پیش نظر مشن کے احاطہ میں ایک مارکی لگا کر نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مارکی میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادئیگی کے بعد تقریب آمین ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آٹھ بچوں اور چار بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا۔

عزیزم جہانزیب بابر، برہان احمد، احمد شہزاد منصور، راشد احمد، مصور بیگ، معارج وسیم، رانا اسامہ زبیر، رخنا داؤد، عزیزہ نویدہ داؤد، مصباح ندیم، سفینہ طاہر اور عزیزہ امتہ المصوّر۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

برسلز میں حضور انور کا قیام مشن ہاؤس ''بیت السلام'' کے رہائشی حصہ میں ہے۔ مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ کو رنگ برنگی روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ برسلز میں جماعت کا

یہ مشن ہاؤس شہر کے سینٹر سے مغرب کی جانب 10 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ 1.85 ایکڑ ہے جس میں پہلے سے ہی بعض عمارات تعمیر شدہ موجود ہیں۔

اگست 1985ء میں یہ جگہ مجموعی طور پر اس وقت کی کرنسی میں 8 لاکھ 12 ہزار بیلجین فرانک میں خریدی گئی تھی۔

ملک بلجیم میں جماعت کا قیام 1982ء میں ہوا۔ اس وقت سات خدام، چار بچے اور چند خواتین تھیں۔ جماعت بلجیم بھی ان ممالک میں سے ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی ترقی کی ہے اور اب یہاں آباد احمدیوں کی تعداد 1400 سے زائد ہے۔ اور برسلز کے علاوہ انٹورپن، ہاسلٹ، Eupen، Lieg، e، Lieer، St.Truiden، BerinGean، Oosteni اور Turnhout کے مقام پر بڑی فعال جماعتیں قائم ہوچکی ہیں۔ اور جماعت کی تعداد نئے داخل ہونے والوں کے ساتھ مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اور ہر آنے والا دن نئی کامیابیوں کی نوید لے کر طلوع ہوتا ہے۔ اب حکومت کے بعض سرکردہ حکّام کا رابطہ بھی جماعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔

حکومتی منسٹر کی طرف سے خوش آمدید

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بلجیم آمد پر چیف منسٹر برائے جرمن سپیکنگ بیلجیم Hon.Mr. Karl-Lambertz نے حضور انور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کے نام خط لکھ کر بھجوایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ حضور اقدس ان دنوں بلجیم کے دورہ پر آ رہے ہیں۔ مَیں آپ کی جماعت کی تعلیمات کو دل کی گہرائیوں سے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسی طرح مَیں آپ کے رفاہ عامہ اور بنی نوع انسان کی خدمت کے کاموں سے بہت متأثر ہوں جو آپ پوری دنیا میں انسانی ہمدردی کی بنا پر کر رہے ہیں۔

گزشتہ اتوار کو یہ بات میرے لئے باعث اعزاز تھی کہ آپ کی لوکل جماعت Eupen نے ایک پروگرام میں مجھے مدعو کیا جو کہ جرمن بولنے والے بیلجیم کا Capital ہے۔ آپ کی جماعت کے ذریعہ اس ملک میں جو مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے تبادلہ خیال کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے مَیں اس سے بہت متأثر ہوں۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ کا دورہ بلجیم بہت بابرکت تعلقات اور تعمیری تبادلہ خیال کا باعث ہوگا۔ آپ کا مخلص

Karl Heinz Lambertz
Minister President of the German
Speaking Community of Belgium

13 دسمبر 2009ء بروز ہفتہ:

بلجیم میں نماز فجر کا وقت سات بج کر بیس منٹ پر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشن ہاؤس کے احاطہ میں نصب مارکی میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور کی اقتداء میں ایک بڑی تعداد میں مرد و خواتین اور بچوں نے نماز ادا کرنے کی سعادت پائی۔ باوجود اس کے کہ شدید سردی تھی اور رات درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے چلا گیا تھا ڈیڑھ صد سے زائد احباب نے رات مارکی میں ہی گزاری تا کہ صبح کی نماز حضور انور کی اقتداء میں ادا کرسکیں۔ بہت سے لوگ مشن ہاؤس کے اردگرد مختلف جگہوں پر چلے گئے تھے۔ صبح نماز سے قبل عورتیں، مرد اور بچے سبھی پیدل ہی مشن ہاؤس پہنچے۔ مشن ہاؤس کی طرف آنے والا راستہ اس منفی درجہ حرارت میں بھی احباب سے بھرا ہوا تھا اور احباب پیدل بھی اور گاڑیوں پر بھی نماز کی ادائیگی کے لئے مشن ہاؤس پہنچ رہے تھے۔ ایک بہت بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کی سعادت پائی۔

برسلز شہر کے اندر مسجد کے لئے مجوزہ جگہ کا معائنہ

جماعت احمدیہ بلجیم اپنی مرکزی مسجد کی تعمیر کے لئے ایک عرصہ سے جگہ کے حصول کی کوشش کر رہی ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے برسلز شہر کے اندر ایک جگہ کی خرید کی کارروائی ہو رہی ہے۔ آج پروگرام کے مطابق اس جگہ کے وزٹ اور معائنہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لے جانا تھا۔ صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اس جگہ کے معائنہ کے لئے روانگی ہوئی۔

یہ جگہ برسلز شہر کے اندر علاقہ Uccwe میں واقع ہے اور موجودہ مشن ہاؤس "بیت السلام" سے 13 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا کل رقبہ 2019 مربع میٹر ہے۔ اس میں دو رہائشی عمارات بڑی اچھی حالت میں تعمیر شدہ موجود ہیں۔ ایک عمارت 175 مربع میٹر کے رقبہ پر تعمیر کی گئی ہے اور تین منزلہ ہے۔ 944 مربع میٹر کے رقبہ پر دو بڑے ہال نما گیراج ہیں۔ ان گیراج کے ایک حصہ کے اوپر دو منزلہ رہائشی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 850 مربع میٹر کا رقبہ خالی ہے اور یہ ساری جگہ پختہ ہے جہاں مسجد کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔ یہاں شہر کے مختلف اطراف سے بآسانی پہنچا جاسکتا ہے۔ ٹرام کا سٹاپ اس جگہ کے بالکل قریب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس جگہ کا اور اس میں تعمیر شدہ عمارات کا معائنہ فرمایا اور عمارت کے ہر حصہ میں تشریف لے گئے اور ساتھ ہی امیر صاحب بلجیم سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے اور پھر موقعہ پر ہی ہدایات بھی ارشاد فرمائیں۔

اس جگہ کے وزٹ اور معائنہ کے بعد قریباً پونے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس مشن ہاؤس "بیت السلام" تشریف لے آئے۔

حضور انور نے اگلے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا تو امیر صاحب نے بتایا کہ ایک بجے نمازوں کی ادائیگی ہے اور اس سے قبل خدام الاحمدیہ کی حضور انور کے ساتھ تصاویر کا پروگرام بھی ہے۔ حضور انور نے فرمایا ابھی اس میں کافی وقت ہے سیر کے لئے چلتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع اپنے خدام کے مشن ہاؤس کے اردگرد کے علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے اور پچاس منٹ تک سیر کی اور بارہ بج کر 35 منٹ پر واپس تشریف لے آئے اور کچھ وقت کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی سے قبل نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بلجیم اور علم انعامی حاصل کرنے والی مجلس Turnhout نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادیگی کے بعد رہائش گاہ کی طرف واپس آتے ہوئے حضور انور نے امیر صاحب بلجیم اور مبلغ انچارج بلجیم سے ان احباب کے بارہ میں دریافت فرمایا جنہوں نے پروگرام کے مطابق آج شام کو حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پانی ہے۔ ایک صاحب کے بارہ میں بتایا گیا کہ وہ غالباً سوڈان کے ہیں۔ حضور انور نے ان کے بارہ میں مزید تعارف اور رپورٹ کے حصول کی ہدایت فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں علم ہوا کہ یہ صاحب سوڈان سے نہیں بلکہ موریطانیہ کے ہیں اور بڑے اخلاص کے ساتھ بیعت کر رہے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل شمارہ نمبر ۱: ۲۰۱۰)

اے مظفر تجھ پر سلام......!

محمود تیرا نام ہے محمود ہی مقام
زندہ رہے گا تا بہ ابد تیرا پیارا نام
آنا زمیں پہ تیرا خدا کا گویا نزول
تو نور کا پیمبر اُجالوں کا تو رسول
پودا جو سچ کا بویا مسیحؑ موعودؑ نے
کیا اس کو خوب سینچا ہے مُصلِحِ موعودؓ نے
تبشیر سے زمیں کے کناروں کو بھر دیا
واللہ تو نے کیسا عجب کام کردیا
علمِ توحید قلبِ کفر میں کیا نصب
ہر دن نویدِ فتح، نوائے ظفر تھی شب
تو عنموائیل ہے تو مُظفر ہے اے بشیر
تو پُرشکوہ و حشمت، حکمت میں بے نظیر
دنیا نے پھر نہ دیکھا تجھ سا کوئی خطیب
زورِ بیان تیرا کس کو کہاں نصیب
بے نوریوں پہ نرگس روئے ہزار سال
تجھ جیسے دیدہ ور کا ملنا ہے اب محال
اے راہِ حق کے مردِ مجاہد تجھے سلام
ملت کے اس فدائی پہ فضلِ خدا مدام

......ڈاکٹر مہدی علی چوہدری......

(بشکریہ النور، امریکہ۔ فروری ۲۰۰۸ء)

بسم اللّٰہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Email: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

ہفت روزہ بدر

اب جماعتی ویب سائٹ www.alislam.org/badr پر بھی دستیاب ہے۔ قارئین استفادہ کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 59 | Thursday | 4-11 Feb 2010 | Issue No. 5-6

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
:65 Canadian Dollar

تقویٰ پر چلنے والا ظاہری گناہوں پر بھی نظر رکھے اور باطنی برائیوں پر بھی نظر رکھے اور ہر کام کرنے سے پہلے خدا سے مدد چاہے کہ خدا اس کام کے شر سے اُسے بچائے

نماز انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعامِ الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۵ فروری ۲۰۱۰ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔ برطانیہ

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت قرآنی وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ۔ (سورۃ الانعام:۱۲۱)

ترجمہ: اور تم گناہ کے ظاہر اور اس کے باطن (دونوں) کو ترک کردو۔ یقیناً جو لوگ گناہ کماتے ہیں وہ ضرور اس کی جزاء دیئے جائیں گے جو (برے کام) وہ کرتے تھے۔

فرمایا: اس آیت میں اثم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اثم کے معنوں میں گناہ یا جرم یا کسی بھی قسم کی غلطی یا حدود کا توڑنا یا ایسا عمل جو نافرمانی کی وجہ سے سزا کا مستحق بنا دے یا ایسا عمل یا سوچ جو کسی کو نیکیاں بجالانے سے روکے یا کوئی بھی غیر قانونی حرکت شامل ہے۔

فرمایا: گناہ کیلئے ایک لفظ ذنب بھی آیا ہے۔ ذنب اور اثم میں فرق یہ ہے کہ ذنب ارادۃً اور غیر ارادۃً گناہ کے کرنے کو کہتے ہیں لیکن اثم میں ارادۃً گناہ کرنا مراد لیا جاتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اثم کے حوالے سے دو باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ گناہ کی ظاہری اور باطنی شکل سے بچو۔ اور ہر کام کے کرنے سے پہلے اس کے نتائج پر غور کرو۔ بعض چیزیں بظاہر واضح طور پر نظر آ رہی ہوتی ہیں کہ یہ غلط ہیں، شیطانی کام ہیں لیکن دوسرے قسم کے بعض ایسے عمل بھی ہیں جو بظاہر تو اچھے معلوم ہو رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بدنتائج پر منتج ہوتے ہیں۔ شیطان اکساتا ہے کہ یہ کام کرلو اس میں کوئی بڑا گناہ نہیں ہے لیکن کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ ایسا گند ہے کہ اس سے نکلنا مشکل ہے اور پھر ایسا چکر چلتا ہے کہ ایک بعد دوسرا گناہ سرزد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تقویٰ پر چلنے والا ظاہری گناہوں پر بھی نظر رکھے اور باطنی برائیوں پر بھی نظر رکھے اور ہر کام کرنے سے پہلے خدا سے مدد چاہے کہ خدا اس کام کے شر سے اُسے بچائے۔ صرف ظاہری حسن دیکھ کر اس کے حسن پر مرنے لگنا کوئی اچھی بات نہیں بلکہ جہاں شبہات کا امکان ہو وہاں اچھی طرح چھان پھٹک کرلو اور پھر کام سے پہلے اللہ کی رہنمائی چاہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

دوسری بات یہ واضح کردی کہ اگر زندگی میں ہر کام بھی تقویٰ کو مدنظر رکھ کر نہیں کرو گے تو گناہ کا ارتکاب کرو گے۔ اور جو بھی گناہ کرو گے اس کی سزا کے مستحق ہو گے۔ گناہوں کے تعلق سے وضاحت کرتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الاعراف کی آیت قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ الاعراف:۳۴)

پیش فرمائی۔ یعنی تو کہہ دے کہ میرے ربّ نے محض بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی جو اس میں سے ظاہر ہو اور وہ بھی جو پوشیدہ ہو۔ اور اسی طرح گناہ اور ناحق بغاوت کو بھی اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ کا اس کو شریک ٹھہراؤ جس کے حق میں اس نے کوئی حجت نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرو جن کا تم کو علم نہیں ہے۔

فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو مزید واضح فرمایا کہ تمام قسم کے غلط اور شیطانی کاموں کی اسلام سختی سے مناہی فرماتا ہے۔ ایک مومن کو ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہنا چاہیئے کہ کون سے کام ہیں جو خدا سے دور لے جانے والے ہیں تا کہ ان سے ہمیشہ بچتا رہے، بے شک بہت سے غلط کام انسان سے پوشیدہ ہوتے ہیں اور شیطان ان کو خوبصورت دکھا کر ابن آدم کو ورغلاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ ان برائیوں کو اچھا سمجھنے لگتا ہے اور پھر ان برائیوں میں ڈوب کر ان کو کرتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیتے ہوئے ان کا علاج بھی بتایا ہے۔ فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَر۔ (العنکبوت:۴۶)

کہ یقیناً نماز بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دعا ہے جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعامِ الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ اِسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے۔ اب ذرا غور کرو نماز کی ابتداء اذان سے شروع ہوتی ہے۔ اذان اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے یعنی اللہ کے نام سے شروع ہو کر لا الٰہ الا اللہ یعنی اللہ ہی پر ختم ہوتی ہے۔ یہ فخر اِسلامی عبادت ہی کو ہے کہ اس میں اوّل اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہے نہ کچھ اور۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی عبادت کسی قوم اور ملت میں نہیں ہے۔ پس نماز جو دُعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خدائے تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے، مقدم رکھا ہے۔ ایسا ہی انسان کا اسمِ اعظم استقامت ہے۔ اسمِ اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں۔......

نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دُنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم حصہ سوئم صفحہ ۴۲۵)

حضور انور نے ایک دوسری برائی کے ضمن میں قرآن کریم کی ایک آیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۔

(سورۃ بقرہ:۲۲۰)

یعنی وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ (بھی) ہے اور لوگوں کے لئے فوائد بھی۔ اور دونوں کا گناہ (کا پہلو) ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ ان سے کہہ دے کہ (ضروریات میں سے) جو بھی بچتا ہے۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم تفکر کرو۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ شراب اور جوئے میں بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے چیز بنائی ہے کہ اس کے تعلق میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس چیز کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہوں اس چیز سے بچو۔ شراب اور جوئے کے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرمایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔

(سورۃ مائدہ ۹۱۔۹۲)

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جؤا اور بت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی، یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو۔ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دُشمنی اور بغض پیدا کردے اور تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے بعض رکھے۔ تو کیا تم بعض آجانے والے ہو۔

فرمایا: یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے کہ ایک طرف گناہوں سے دور رہنے کی تعلیم دی تو دوسری طرف اس کی وجہ بھی بیان فرمائی۔ پھر ایک برائی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بدظنی سے بچو۔ غیبت سے بچو۔

فرمایا: غیبت کرنے والے کی مثال ایسی ہی ہے کہ گویا وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں تجسس سے منع فرمایا ہے کیونکہ تجسس سے پوری معلومات نہیں ملتیں اور انسان بدظنی میں بڑھ جاتا ہے اور پھر اس سے فساد پھیلتا ہے۔ پس بدظنی، غیبت اور تجسس ایسی بُرائیاں ہیں جو ایک طرف انسان کو نیکیوں سے محروم کردیتی ہی تو دوسری طرف انسان گناہ میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین نے ایک افسوسناک خبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ۳ فروری ۲۰۱۰ء کو مکرم سمیع اللہ صاحب کو شہزاد پور میں موٹر سائیکل پر سوار دو شر پسندوں نے بذریعہ بندوق شہید کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مکرم سمیع اللہ صاحب اپنی جماعت کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد، سیکرٹری دعوت الی اللہ اور زعیم انصار اللہ تھے۔ اور باوجود مخالفت کے اپنی دوکان پر ایم ٹی اے لگا رکھا تھا اور بہادری سے احباب کو تبلیغ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کا خود حامی و ناصر ہو۔ ☆☆☆